تصویروں کا شرعی حکم

مُصنّف

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، جانشینِ حضور مفتیِ اعظم ہند، تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی

الحاج الشاہ حافظ وقاری محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

دامت برکاتہم العالیہ

ناشر

اسلامک ریسرچ سینٹر

۵۸ کسگران، سوداگران، بریلی شریف، یوپی

تقسیم کار

Scanned by CamScanner

تصویروں کا شرعی حکم

از

جانشین مفتی اعظم، فقیہ اسلام تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج
الشاہ مفتی حافظ وقاری محمد اختر رضا خاں قادری ازہری مدظلہ
(زیب مسند رشد وہدایت بریلی شریف)

ناشر

اسلامک ریسرچ سینٹر

۵۸۔ کسگران، سوداگران بریلی شریف (یوپی)

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلسلہ اشاعت نمبر:۱۲

نام کتاب:---	تصویروں کا شرعی حکم
مصنف:---	حضرت تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری
تصحیح وترتیب:---	مولانا محمد شہاب الدین رضوی
کمپوزنگ:---	مولانا محمد شفیق الحق رضوی
باہتمام:---	حافظ غلام محی الدین رضوی، قاری صغیر احمد رضوی
سال اشاعت اول:	۱۳۹۷ھ/اختر بکڈپو خواجہ قطب بریلی
سال اشاعت دوم:	صفر المظفر ۱۴۳۷ھ/نومبر ۲۰۱۵ء
صفحات:---	۸۰
قیمت:---	

نوٹ: اسلامک ریسرچ سینٹر کی جملہ مطبوعات حکومت کے ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت منظور شدہ ہیں، بلا اجازت ادارہ کل یا جز کی اشاعت قانونی جرم ہے۔

ناشر

اسلامک ریسرچ سینٹر

۵۸۔ کنگران، سوداگران بریلی شریف (یوپی)

فون: 09837549282,09927506409,09873877274

E-mail:mrazvi.razvi@gmail.com WWW.ALAHAZRAT BOOKS.COM

تقریظ جلیل

از: تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری نوری قدس سرہ النورانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ تعالیٰ ما شاء اللہ تعالی التصویروں کا شرعی حکم---میں نے سنا۔ بہت خوب لکھا ہے--- -----مولیٰ تعالیٰ قبول فرمائے--------اور جزائے خیر دے-------------اور قبول فرمائے-----اور خدمتِ دین کی ایسی ہی مزید توفیق عطا فرمائے---آمین

دستخط

فقیر مصطفےٰ رضا قادری غفرلہٗ

۲۴ر صفر ۱۳۹۷ھ

Scanned by CamScanner

تقریظ نبیل

از: بحر العلوم حضرت علامہ مفتی سید افضل حسین مونگیری رحمۃ اللہ علیہ
سابق شیخ الحدیث وصدر مفتی دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جاندار کی تصویر بنانے کی حرمت میں احادیث کثیرہ بشیرہ ہیں۔عزیزم محترم فاضل مکرم جناب علامہ اختر رضا خاں سلمہٗ ربہٗ کا فتویٰ اس بارے میں نہایت قوی دلائل پر مشتمل ہے۔۔۔۔۔۔جو اوہام ضعیفہ اور شبہات سخیفہ کے ازالہ کے لیے کافی و وافی ہے۔۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اتباع حق کی توفیق بخشے۔۔۔۔۔۔۔۔وھو الھادی۔

دستخط
مفتی سید محمد افضل حسین غفرلہ
مفتی جامعہ قادریہ رضویہ لائل پور
(فیصل آباد، پاکستان)

عکسی تصویر کھینچنا کھنچوانا ناجائز ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبب تصنیف:

ماہنامہ المیزان مجریہ ممبئی کا شمارہ بابت ماہ فروری ۱۹۷۶ء دفتر مرکز اہل سنت منظر اسلام محلہ سوداگران میں آیا۔فقیر سراپا تقصیر گدائے آستانہ قادری ورضوی کی نظر سے بھی یہ شمارہ گزرا۔اس شمارے میں نہایت حیرت انگیز امر جس نے سب کو چونکا دیا۔اور جس پر تمام اصحاب فکر بلکہ ہر دینی شعور رکھنے والے کی نظریں جم گئیں، وہ عکسی تصاویر کے متعلق ایک استفتاء ہے جو صورتاً استفتاء ہے، مگر اپنے انداز واطوار کے اعتبار سے گویا فتویٰ ہے۔افسوس تو یہ ہے کہ غازی ملت حضرت ہاشمی میاں صاحب صاحبزادۂ گرامی حضرت محدث اعظم صاحب کچھوچھوی علیہ الرحمہ کی طرف اس کی نسبت کی گئی ہے، تصویر سازی کی حرمت کا مسئلہ متواتر المعنیٰ احادیث مبارکہ، واقوال صحابہ، و تابعین، وائمہ مجتہدین، وجماہیر سلف وخلف کی روشنی میں ایسا ظاہر ہے، کہ اس کے متعلق خفا کا گمان کسی مسلمان پر نہیں ہوسکتا، چہ جائیکہ اس پر جو غازی ملت ہے، اور مسلمان جسے اپنا مقتدا و پیشوا جانتے ہیں، کیا ایسا متواتر وظاہر و باہر مسئلہ ہی محل نظر ہونے کو رہ گیا تھا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

پھر اگر واقعی اس مسئلہ میں کوئی پوشیدگی تھی تو اس استفتاء کو شائع کرنے کی کیا حاجت تھی کہ خواہ مخواہ انارت مشبہات کا موجب اور عوام کا

Scanned by CamScanner

لانعام (کہ اسے دیکھ کر فتوے کا انتظار نہ کریں گے اور ان دلائل کو جو بظاہر انہیں بہت قوی معلوم ہوتے ہیں دیکھ کر وہ خود ہی جواز کا فیصلہ کر لیں گے) کے فساد عقیدہ کا باعث ہو، یہ کیوں نہ ہوا کہ اسے علمائے کرام کی خدمت میں بھیجا جاتا، اور ان کے فتاویٰ کے ساتھ چھاپا جاتا۔ اسی لیے ہر ذی شعور یہ سمجھتا ہے کہ یہ استفتاء صوری حقیقۃ فتوی ہے، ہمیں تو افسوس یہ ہے کہ ایسا مضمون حضرت مدنی میاں صاحب کی سرپرستی میں چھپا، جنہیں شیخ الاسلام کہا جائے۔ بہر کیف جب دعوت سخن دی گئی ہے تو ہم بھی حسب الحکم اس استفتاء کا جواب لکھنے پر مجبور ہیں۔ انشاء اللہ المولیٰ الکریم، مسئلہ حقہ گزارش کیا جائے گا۔ آگے اختیار بدست مختار۔

واللہ یقول الحق و یهدی السبیل و هو المستعان و علیه التکلان صلی اللہ تعالیٰ علی سید الانس و الجان و اله خیرال و صحبه خیر صحب و من تبعهم باحسان اقول و باللہ التوفیق۔

تصویر حرام:

بے شک جاندار کی تصویر بنانا، کھینچنا، کھنچوانا، خواہ دستی، خواہ عکسی، چھوٹی ہو یا بڑی، معظم ہو یا غیر معظم، اونچائی پر ہو، یا فرش پر انداز میں حرام حرام اشد حرام بدکام بدانجام ہے، اس کی حرمت پر متعدد دلائل قائم ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا۔ بے شک جو لوگ اللہ و رسول کو ایذا

دیتے ہیں، اللہ نے ان پر دنیا و آخرت میں لعنت فرمائی، اور ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار رکھا ہے۔

حضرت عائشہ کی حدیث:

حضرت عکرمہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا هم الذین یصنعون الصور یعنی آیت کریمہ میں مراد وہ لوگ ہیں جو تصویریں بناتے ہیں۔ نیز شیخین بخاری و مسلم رضی اللہ عنہما نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ وہ فرماتی ہیں۔

قدم رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من سفر و قد ستوت سهرة لی بقرام فیه تماثیل فلما راه رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ملون و جهه و قال یا عائشة اشد الناس عذابا یوم القیامة الذین یضاهون بخلق الله قالت قطعنا لا فجعلنا منه و سارة او دسادتین۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر سے تشریف لائے، اور میں نے اپنے گھر کے ایک طاق کو ایک پردے سے جس میں تصویریں تھیں چھپا رکھا تھا، تو جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے دیکھا، آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور آپ نے فرمایا۔ اے عائشہ سب سے زیادہ سخت عذاب قیامت کے دن خلق الٰہی کی مشابہت کرنے والوں پر ہوگا، فرماتی ہیں کہ پھر ہم نے اسے کاٹ کر ایک تکیہ یا دو تکیے کر لیے۔ دوسری روایت میں ہے کہ

Scanned by CamScanner

حضرت صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضور میرے حجرۂ اقدس میں تشریف لائے، اور حجرہ میں پردہ تھا جس میں تصویریں تھیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ناگواری کا اظہار فرمایا، پھر پردہ کو پھاڑ ڈالا، اور فرمایا کہ سخت ترین عذاب والوں میں قیامت کے دن وہ لوگ ہونگے جو یہ تصویریں بناتے ہیں۔

تیسری روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک تکیہ خریدا، اس میں تصویریں تھیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو دروازے پر کھڑے رہے اور اندر داخل نہ ہوئے، تو صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے چہرہ اقدس میں ناگواری دیکھ کر عرض کیا، میں اللہ و رسول کی طرف رجوع لائی، میں نے کیا گناہ کیا۔ حضور نے دریافت فرمایا کہ یہ تکیہ کیا ہے۔ عرض کی یہ میں نے آپ کے لیے خریدا ہے کہ حضور اس پر تشریف رکھیں، اور اس سے ٹیک لگائیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مصور قیامت کے دن عذاب پائیں گے، ان سے کہا جائے گا کہ اپنی بنائی ہوئی میں جان ڈالو۔

بحمدہ تعالیٰ اس روایت اخیرہ نے بالخصوص افادہ فرمایا کہ تصویر بنانا بہر حال حرام، موجب عذاب ہے، اگرچہ وہ تصویر عظمت سے نہ رکھی جائے، اور احادیث سابقہ کے اطلاق کی تاکید فرمائی و الله الحجة السامیه۔

نیز بخاری و مسلم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ آپ کے حضور ایک شخص حاضر ہوا فقال انی رجل صور هذه الصور

فافتنی فیها فقال له ادن منی فدنا منه ثم قال ادن منی فدنا منه حتی وضع یده علی رأسه و قال انبئك بما سمعت من رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یقول کل مصور فی النار یجعل له بکل صورة صورها نفسا تعذبه فی جهنم قال ابن عباس فان کنت لا بد فاعلا فاضع الشجر و مالا نفس له۔

یعنی اس نے کہا کہ میں ایک شخص ہوں کہ یہ تصویریں بناتا ہوں، تو مجھے ان کے متعلق فتوی دیجئے، تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا، مجھ سے قریب ہو، تو وہ قریب ہوا، پھر فرمایا اور قریب آ، تو وہ اور قریب ہوا۔ یہاں تک کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے سر پر اپنا دست شفقت رکھا اور فرمایا تجھے وہ بتاتا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا، میں نے حضور اقدس علیہ السلام کو فرماتے سنا کہ ہر تصویر بنانے والا (جاندار کی) دوزخ میں ہے، اس کے لیے ہر جاندار کی تصویر کے بدلے ایک جان پیدا کی جائیگی، جو اسے جہنم میں عذاب دے گی۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر تجھے بنانا ہی ہے تو پیڑ اور بے جان کی تصویر بنا۔

تصویروں کی حرمت:

ترمذی کی روایت ہے وقال حسن صحیح غریب یخرج عنق من النار یوم القیامة له عینان یبصر بهمااذ نان تسمعان ولسان ینطق

Scanned by CamScanner

يقول انی و کات بثلثة بمن جعل مع الله الٰها اخر و بکل جبار عنید و بالمصورین -

یعنی قیامت کے دن آگ کی ایک گردن نکلے گی، جس کی دو آنکھیں ہونگی جن سے وہ دیکھے گی، اور دو کان ہوں گے کہ اس سے سنے گی، اور بولتی زبان ہوگی، جو کہے گی، میں تین کے لیے موکل ہوں، جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرے، اور ہر سرکش معاند اور تصویر بنانے والے۔

اور مسلم نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی قال قال لی علی رضی الله عنه الا البعثك علی ما بعثنی علیه رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ان کا تدع صورة الاطمستها ولا قبرا مشرفاء الا صوتیه

یعنی وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں اس کام پر نہ بھیجوں جس پر مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھیجا تھا کہ تم کسی تصویر کو بغیر اسے بگاڑے نہ چھوڑو، اور کسی اونچی قبر کو بغیر برابر کئے نہ چھوڑو۔

اس حدیث میں صورة نکرہ منفیہ ہے، اور نکرہ نیز نفی میں مفید عموم ہوتا ہے، تو صورة میں مفید عموم ہوا (اور تمام جانداروں کی) تصویروں کی حرمت خواہ مشرکین انہیں پوجتے ہوں یا نہ پوجتے ہوں کا افادہ فرمایا، اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ انہوں نے بھی عموم سمجھا، بلکہ علی العموم

حکم دیا و لله الحجة السامية جو مدعی تخصیص ہے، دلیل دے۔

مدینہ کے بت خانے :

نیز امام احمد بسند جید حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روای کہ انہوں نے فرمایا:

کان رسول الله صلی الله علیه وسلم فی جنائزة فقال ایکم ینطلق الی المدینة فلا یدع بهم و ثناء الا کسره ولا قبر الاسواه ولا صورة الا لطخها فقال رجل انا یا رسول الله قال فهاب اهل المدینة قال فانطلق ثم رجع فقال یا رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لم دع بها و ثناء الاکسرته ولا قبراء الاسویته ولا صورة الا لطختها ثم قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من عاد الی صنعة شئ من هذا فقد کفر بما انزل علی محمد صلی الله علیه وسلم.

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ میں تھے۔ آپ نے فرمایا تم میں سے کون ہے جو مدینہ جائے، تو وہاں کے ہر بت کو توڑ ڈالے، اور ہر قبر کو برابر کر دے، اور کوئی ذی روح کی تصویر بغیر بگاڑے نہ چھوڑے۔ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں۔ حضرت علی فرماتے ہیں تو مدینہ والے مرعوب ہو گئے، پھر وہ شخص گیا اور پلٹ کر آیا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے مدینہ کے ہر بت کو توڑ دیا، اور ہر قبر کو

Scanned by CamScanner

برابر کردیا، اور ہر تصویر کو بگاڑ دیا۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو اس میں کسی چیز کو پھر کرے، تو بے شک اس نے جھٹلایا جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اترا۔

اقول باللہ التوفیق بحمدہ تعالیٰ۔ یہاں عموم پر دو قرینے ہیں، اول تو وہی کہ لفظ صورۃ نکرہ، نیز نفی میں عام ہے تو ہر ذی روح کی تصویر کو شامل ہے۔ دوم یہ کہ صورۃ لفظ پر معطوف ہے، اور معطوف اور معطوف الیہ میں مغایرت ضروری کما تقرر فی محلہ تو صورۃ اور وثنا میں تعیم بعد تخصیص کے لحاظ سے مغایرت ہوئی بایں معنی کہ صورت وثن سے عام ہے، مجسمہ ہو، یا غیر مجسمہ، مشرکانہ ہو یا غیر مشرکانہ، اور یہ احادیث سابقہ کے عموم و اطلاق کا نہایت مؤکد ہوا۔ وللہ الحجۃ البالغۃ۔

اور اس نے مستقلاً افادہ فرمایا کہ ہر جاندار کی تصویر خواہ مشرکین نے اسے پوجا ہو یا نہ پوجا ہو حرام ہے۔

یہاں عموم پر تیسرا قرینہ خارجہ عالیہ بھی موجود ہے، اور جو احادیث مبارکہ میں گزرا کہ حضرت عائشہ نے اپنے حجرہ اقدس کے طاق کو پردہ سے سجا رکھا تھا جس میں تصویریں تھیں۔ دوسری روایت میں آیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف ارزانی کے لیے ایک تکیہ خریدا تھا، جس میں تصویریں تھیں۔ کیا کوئی مسلمان گمان کرسکتا ہے کہ حضرت عائشہ نے مشرکانہ تصاویر رکھی ہونگی۔

جبریل امین کی آمد:

شیخین بخاری و مسلم کی ایک روایت میں ہے:

وعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم جبریل أن یاتیہ فابطاء علیہ حتی اشد علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم فخرج فلقیہ جبریل فشکاء الیہ فقال انا لاندخل بیتا فیہ کلب ولا صورۃ۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جبریل امین نے آنے کا وعدہ کیا تو آنے میں تاخیر کی، یہاں تک کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بار خاطر ہوا، تو حضور گھر سے نکلے تو جبریل نے ملاقات کی اور عرض کیا کہ ہم اس گھر میں نہیں آتے جس میں تصویر یا کتا ہو۔

ترمذی کی روایت میں ہے:

أتانی جبریل فقال انی کنت اتیتك البارحة فلم یمنعی أن أکون دخلت علیك البیت الذی کنت فیہ الاّ أنہ کان فی باب البیت تمثال الرجل و کان فی البیت قرام سترفیہتماثیل الخ۔

یعنی میرے پاس جبریل آئے اور کہا کہ میں گزشتہ شب حاضر ہوا تھا تو مجھے کسی چیز نے گھر میں جس میں حضور تشریف فرما تھے داخل ہونے سے باز نہ رکھا، مگر یہ کہ گھر کے دروازے پر ایک مرد کا مجسمہ تھا، اور گھر میں پردہ تھا جس میں تصویریں تھیں۔ کیا کوئی مسلمان گمان کرسکتا ہے کہ یہ تصویریں بتوں کی تھیں۔ یہ کیا قرین قیاس ہے کہ حضور بت پرستی سے منع فرمائیں، اور خود ان

Scanned by CamScanner

کے گھر میں بت ہو حاشا و کلا ۔ یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کفر کا گمان ہوگا والعیاذ باللہ ۔ تو متعین کہ وہ تصویریں مشرکوں کے بت کی نہ تھیں ۔ بلکہ غیر مشرکانہ تصویریں تھیں، مگر سد ذرائع کے لیے ان تصویروں کو بھی روا نہ رکھا گیا، لکہ حکم ہوا کہ مجسمہ کا سر کاٹ دیا جائے اور پردہ کو کاٹ کر تکیئے بنا لیے جائیں کہ روندے جائیں وللہ الحمد الحجة السامیة۔

تصویر ذی روح کی حرمت:

بحمدہٖ تعالیٰ احادیث سابقہ سے خوب مبرہن ہوا کہ تصویر ذی روح کی بنانا مطلقا حرام، اور احادیث، و اقوال صحابہ سے صاف ظاہر ہوا کہ حرمت بعد زمانہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی باقی ہے، اور اس حکم حرمت سے کسی تصویر کا بنانا مستثنیٰ نہیں، نہ ہرگز کسی حدیث سے کسی تصویر کو بنانے کی اجازت ثابت ہے، اور وہ جو استفتاء نے کہا کہ:

> لیکن ان کے برخلاف ان کے مقابل میں ایسی حدیثیں بھی ہیں جن میں بعض خاص قسم کی تصویریں حرمت سے مستثنیٰ کر دی گئی ہیں۔

محض زعم ہے وہ احادیث ہرگز احادیث مذکورہ کے مقابل نہیں، بلکہ دراصل بات یہ ہے کہ جس طرح تصویر ذی روح بنانا حرام ہے، اسی طرح ذی روح کی تصویر اس ہیئت پر جس میں اس کی تعظیم ہو رکھنا حرام ہے۔ احادیث سابقہ میں اس حکم کی طرف اشارہ گزر چکا اور وہ یہ کہ پردہ کو کاٹ کر تکیہ بنا لیا

گیا۔ لاجرم اسی لیے علامہ ابن حجر مکی زواجر میں فرماتے ہیں۔ ولا ینافیه قول الفقهاء و یجوز ما علی أرض او بساط و نحو هما من کل ممتهن اِلّاٰن المراد بذالك انه یجوز بقاء ه ولا یجب اتلافه۔

یعنی تصویر بنانے کی حرمت کے منافی فقہاء کا یہ فرمان نہیں کہ وہ تصویر جو زمین یا فرش پر ہو، اور اسی طرح ہر جائے ذلت میں جائز ہے اس لیے کہ مراد یہ ہے کہ اس کو اس حالت میں رکھنا جائز ہے، اور اس کو تلف کرنا واجب نہیں، اور تصویر بنانے کا حکم مطلقا حرام فرمایا۔

اسی میں ہے:

واما فعل التصویر لذی الروح فهو حرام مطلقا الخ۔

اور شرح مسلم میں امام نووی نے فرمایا:

قال اصحابنا وغیرهم من العلماء تصویر صورة الحیوان شدید التحریم و هو من الکبائر متوعد علیه بهذا الوعید الشدید المذکور فی الأحادیث وسواء صنعه لما یمتهن او لغیره فصنعه حرام بکل حال لان فیه مضاهاة لخلق الله و سواء ما کان فی ثوب اؤ بساط أو درهم أ او دینار أ و فلس اؤ اناءٍ أو حائط وغیرها و لافرق فی هذا کلربین ماله ظل و مالا ظل له هذا تلخیص مذهبنا فی المسئلة و بمعنا ه قال جما هیر العلماء من الصحابة والتابعین و من بعدهم و هو مذهب الثوری و مالك و ابی حنیفة وغیرهم و

قال بعض السلف انما ینهی عما كان له ظل ولا باس بالصورة التی لیس لها ظل و هذا مذهب باطل فان الستر الذی انكر النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم الصورة فیه و لاشك أحد أنه مذموم و لیس ورتد ظل مع باقی الاحادیث المطلقة فی كل صورة و قال الزهری النهی فی الصورة علی العموم و كذالك استعمال ما هی فیه و دخول البیت الذی هی فیه سواء كانت رقما فی ثوب او غیر رقم و سواء كانت فی حائط او ثوب او بساط ممتهن أو غیر ممتهن عملا بظاهر الحدیث ولا سیما حدیث المرقة الذی رواه مسلم عن عائشة انها اشترت نمر قة فیها تصاویر.

یہ دیکھئے یہ امام جلیل الشان کس طرح ہر تصویر خواہ مشرکانہ ہو، خواہ غیر مشرکانہ ہو، خواہ ظلی ہو کہ غیر ظلی، برتن میں ہو کہ کپڑے میں، دیوار میں ہو کہ زمین میں، اس کا بنانا مطلقاً حرام فرما رہے ہیں، اور ایسے صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین کی جماعت کثیرہ کا مذہب بتا رہے ہیں، ذرا ان کے ارشاد کی روشنی میں غیر مشرکانہ تصویروں کا رخصت کا دعویٰ دیکھئے، بھلا وہ کونسی احادیث ہیں جن سے غیر مشرکانہ تصاویر بنانے کی رخصت ثابت ہوئی، جس کا پتہ اتنی بڑی جماعت کو نہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہاں جنہیں حضرت نے تصویر سازی کی رخصت کی احادیث سمجھا ہے، وہ تصویر جب کہ فرش پا انداز میں ہو رکھنے کا جواز بتلا رہی ہیں۔ تصویر

بنانا اور ہے، اور تصویر کو جائے مذلت میں رکھنا اور ہے، تصویر بنانا مطلقاً حرام جیسا کہ بارہا گزرا، اور متعدد احادیث سے ضمناً اور استقلالاً ثابت ہوا، اور تصویر رکھنا محل تعظیم میں حرام، اور محل اہانت میں ہو تو باقی رکھنا جائز، اور اتلاف واجب نہیں و بنحوہ صرح علمائنا فی الدر المختار وغیرہ جیسا کہ حدیث جبریل امین سے مستفاد ہوا، اور امام علامہ شہاب الدین ابن حجر مکی کی اس پر نظر گزری تو وہ جو طولانی تمہید کے بعد فرمایا گیا کہ:

> لیکن بعد ازیں جب تمام عرب مسلمان ہو گیا اور بت پرستی کا خدشہ مطلقاً جاتا رہا، تو اس مسئلہ کی شدت میں کسی قدر تخفیف کر دی گئی اور بعض صورتیں حرمت سے مستثنیٰ کی گئیں۔

اولاً: استفتاء کو خود اعتراف ہے اس قول کے مدنظر کہ جب تمام عرب مسلمان ہو گیا، اور بت پرستی کا خدشہ مطلقاً جاتا رہا الخ کہ عرب کے علاوہ دوسرے علاقے مثلاً ہندوستان وچین و جاپان و یورپ زمان برکت نشان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مسلمان نہ ہوئے تھے، اور ہنوز کل مسلمان نہیں تو حضور کی شریعت تو ہر زمان ومکان کو عام ہے، تو لاجرم وہ خدشہ مذکور ہنوز قائم اور شارع حکیم کی حکمت کے مقتضیٰ سے بطور استفتاء بھی عموم حرمت ثابت و لله الحجة السامية

استدلال:

Scanned by CamScanner

اور یہی شریعت مطہرہ کی عادت مستمرہ ہے کہ جہاں وہ علت پر حکم فرماتی ہے، مظنہ علت پر بھی حکم فرماتی ہے، اور اس کا اعتراف خود اس عبارت کی روشنی میں آنجناب کو بھی ہے۔ وللہ الحمد۔ تو آپ کے طور پر تصویر بنانا، رکھنا، خواہ کسی طور پر ہو، مطلقا حرام ٹھہرا۔ جیسا کہ ابتدائے اسلام میں تھا تو وہ بعض صورتوں کے استثناء کا دعویٰ چہ معنی دارد۔

ثانیا: یہ بعض تصویریں بنانے کی رخصت زمان برکت نشان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ثابت ہوئی یا بعد میں، بر تقدیر ثانی کیا زمانہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد بھی نسخ جائز ہے، اور بر تقدیر اول حدیث ابن عباس انبئك بما سمعت من رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم الخ اور حدیث علی الا البعثك على ما بعثني عليه الخ اور قول عکرمہ کا کیا جواب ہے۔

ثالثا: احادیث مبارکہ کہ خصوصا حدیث ابن عباس وحدیث علی مرتضی رضی اللہ عنہما میں کسی تصویر ذی روح کو بنانے کی رخصت زمانہ نبوی میں ثابت نہیں، اور بعد زمانہ اقدس تو ہو ہی نہیں سکتی، بلکہ حرمت عام ہے، اور اس کا عموم باقی ہے جو صورتیں مستثنیٰ ہیں ان کا محمل صرف یہی ہے جو فقہائے کرام نے فرمایا کہ تصویر اگر محل عظمت میں نہ ہو، بلکہ فرش پر ہو، یا اتنی چھوٹی ہو کہ زمین پر رکھیں تو اس کے اعضاء تفصیلی نظر نہ آئیں، تو اسے باقی رکھنا جائز ہے، اور اس کا اتلاف واجب نہیں۔ اور یہ تفصیل خود احادیث مبارکہ سے مستفاد

ہے، اور جاندار کی تصویر بنانے کے متعلق سب فقہاء یہی فرماتے ہیں کہ مطلقاً تصویر بنانا حرام ہے، جیسا کہ زواجر ابن حجر اور نووی شرح مسلم سے اس کی تصریح و تفصّل جماہیر صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین سے گزری۔

نیز رد المحتار میں علامہ امام ابن عابدین شامی نے تصریح فرمائی کہ و اما فعل التصوير فغير جائز مطلقاً جس سے صاف ظاہر کہ درمختار نے جو مستثنیات بیان فرمائے، ان سے مراد یہی ہے کہ ان خاص صورتوں میں نماز مکروہ نہیں، اور اس حالت میں تصویر کو باقی رکھنا جائز ہے مگر بنانا تو رد المحتار نے کہا کہ مطلقاً حرام ہے۔ بس یہی جواب ہے، استفتاء کے دعوی مذکور "بعض خاص صورتیں حرمت سے مستثنیٰ کر دی گئیں" کا اور یہی محمل ہے علامہ عینی کی عبارت کا جو استفتاء نے پیش کی، بلکہ تمام مستثنیات مذکورہ استفتاء کا یہی جواب ہے، یہاں سے ظاہر کہ استفتاء کا دار و مدار انہیں مستثنات پر ہے، اور تصویر بنانے کے جواز پر استفتار کے ہاتھ میں کوئی دلیل نہیں و لله الحجة البالغة.

اور یہ جو استفتاء نے کہا کہ:

> "تصاویر اور مجسموں کی حرمت فقہا نے تعظیم عبودیت قرار دیا ہے، اس بنا پر جن احادیث میں مصوروں اور مجسمہ سازوں کے لیے سخت ترین عذاب کی تہدید ہے، وہ صرف ان لوگوں کے لیے خاص بتایا ہے جو پرستش اور پوجا کی صورتیں اور دیوتاؤں اور دیویوں کی تصویریں بناتے ہیں الخ۔

Scanned by CamScanner

اقول و باللہ التوفیق

اولاً: فقہائے کرام نے کراہت نماز کا سبب یہ کہ تصویر مصلے کے سامنے یا دائیں بائیں، یا چھت میں ہو تعظیم وتشبہ عبادت اور امتناع ملائکہ بتایا ہے، اور بہ ظاہر یہ تین علل جدا معلوم ہوتی ہیں، لیکن ان میں باہم تلازم ہے، اس کی تحقیق بشرط فرصت امام اہل سنت مجدد دین وملت برکتہ سیدنا المصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء فی الدیار الہندیہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت شیخ الاسلام علی الاطلاق مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کے رسالہ مبارکہ "عطایا القدیر فی حکم التصویر" میں دیکھئے۔ ان تین سے آپ نے ردبیان فرمائیں، اور اس میں بھی خطا ہوئی یا دانستہ کی واللہ اعلم۔

آپ فرماتے ہیں تعظیم عبودیت، اور فقہاء فرماتے ہیں تشبہ عبادت کما صرحوا بہ فیراجع۔ شاید آپ نے عبادت لکھنا چاہا، مگر قلم سے عبودیت لکھا گیا۔ یا یہ کاتب کی غلطی ہے۔ بہر حال کراہت نماز کی ان علل مذکورہ کا تصویر بنانے سے کیا تعلق ہے کہ یہ علل مذکورہ اس کی بھی علت ٹھہریں، جس پر یہ چٹائی چنی گئی ہے کہ اس بنا پر جن احادیث میں مصوروں اور مجسمہ سازوں کے لیے سخت ترین عذاب کی تہدید ہے الخ۔

ثانیا: ارشاد فرمایا جائے کہ آپ کے اس ارشاد کی روشنی میں انہیں تمام فقہاء کا وہ ارشاد جو امام نودی سے بالتفصیل، اور ردالمحتار سے مختصر گزرا کہ تصویر ذی روح کی بنانا مطلقاً حرام ہے، خواہ چھوٹی ہو بڑی ہو، معظم ہو یا غیر

معظم۔ زمین پر ہو یا دیوار میں، برتن میں ہو یا کپڑے میں الخ کیونکر صحیح ہوسکتا ہے، اور یہ کیا دانائی ہے کہ حکم عام بتائیں اور خاص کی علت افادہ فرمائیں۔ فقہاء کرام نے جہاں تصویر بنانا مطلقاً حرام بتایا، وہاں اس کی علت بھی تو بتائی لمضاھاۃ خلق اللہ کہ خلق الٰہی کی مشابہت کی وجہ سے یہ حکم ہے، اور خود حدیث میں جسے مستفتی نے نقل کیا وہ علت مذکور ہے، یہ سب کچھ ہوتے ہوئے اس سے کیوں پہلو بچایا گیا؟ بینوا توجروا۔

ثالثا: یہ بھی بتاتے چلئے کہ وہ کون سے فقہا کرام ہیں جنہوں نے یہ افادہ فرمایا ہے کہ احادیث مبارکہ میں تصویر سازوں پر سخت ترین عذاب کی تہدید صرف ان کے لیے خاص ہے جو دیوتاؤں اور دیویوں کی تصویریں بناتے ہیں اور یہ بھی ارشاد ہو کہ احادیث مبارکہ کے عموم واطلاق یا کم از کم حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس تخصیص کے مدنظر جواب کیا ہوگا، اور یہ کہ اگر احادیث انہی لوگوں کے لیے مخصوص تھیں جو دیوتاؤں کی تصویریں بناتے ہیں تو حضرت ابن عباس نے ارشاد کیوں نہ فرمایا، اگر وہ شخص دیوتاؤں کی تصویریں بناتا تھا تو حضرت ابن عباس نے اسے توبہ وتجدید ایمان کا حکم کیوں نہ فرمایا، بلکہ یہ بھی بتایا جائے کہ فقہا کی یہ تخصیص اور تعمیم باہم کیونکر درست ہوں گی۔ آیا اگر تخصیص مختار یا راجح ہے، تو نقل کیوں نہ فرمایا گیا۔

بینوا۔ توجروا۔

رابعاً: ذرا یہ تو بتایا جائے کہ حرمت تصاویر کے لیے تعظیم وعبادت کو

Scanned by CamScanner

سبب ٹھہرایا کہ مشرکانہ تصاویر حرام ہو جائیں، اور غیر مشرکانہ کا جواز نکل آئے مگر اب فقہا کا کراہت نماز کا حکم اس صورت میں کیونکر درست ہوگا۔ جب حرمت کا سبب عبادت ٹھہری تو کیا کفر کا حکم نہ ہوگا، بس نماز ہی مکروہ ہوگی، اجی عبادت تو عبادت مشرکانہ تصاویر رکھنے والا ہی مسلمان نہیں۔

خامساً: جب تعظیم وعبادت کو علت ماننے کی صورت میں فقہاء کا نماز کی بابت کراہت کا حکم نادرست ٹھہرا تو لاجرم تعظیم وتشبہ عبادت ہی علت ٹھہریں گے نہ کہ عبادت، اور جب علت ٹھہرے تو بحمدہٖ تعالیٰ اس طور پر بھی غیر مشرکانہ ومشرکانہ تمام تصاویر کی حرمت ثابت ہے وللہ الحجۃ۔

اب ارشاد ہو کہ علامہ طبریؒ کی روایت جو درج استفتاء کی گئی ہے، اور وہ یہ ہے ان المراد ھنا من یصور ما یعبد من دون اللہ الخ کو احادیث مبارکہ واقوال جماہیر صحابہ وتابعین و علماء سلف وخلف کے مقابل پیش کرنا کیونکر روا ہوسکتا ہے، بلکہ وہ کب صالح معارضہ ہے، ظاہر ہے کہ جناب نے اسے اپنے دعویٰ مذکورہ ان لوگوں کے لیے خاص بتایا ہے الخ کی دلیل میں پیش کیا ہے۔ جی کیا ایک علامہ طبری کا قول سارے جہان کے فقہاء کا قول ہے، پھر وہ بھی محتمل کہ ما یعبد من دون اللہ سے ضروری نہیں کہ معبود بالفعل ہی مراد ہو۔ قابل عبادت بھی مراد ہوسکتا ہے بلکہ آگے چل کر استفتاء نے یہی کہا ہے' صحیح یہ ہے قابل عبادت اور غیر قابل عبادت کی تفریق کی جائے، اور بے شک تصویر ذی روح کو مشرکین قابل اعتبار سمجھتے ہیں بحمدہٖ تعالیٰ اس

عبارت استفتاء نے تو خود استفتاء سے بھی اعتراف کرالیا کہ ہر ذی روح کی تصویر بنانا مطلقاً حرام ہے، وللہ الحجۃ البالغۃ تو آپ کو یہ عبارت کیا مفید تھی کہ لکھ لائے۔

فقیر نے اس عبارت کو اس کے ماخذ فتح الباری جلد ۱۰ میں دیکھنے سے پہلے اس عبارت پر یہ کلام کیا، اب پوری عبارت دیکھی تو بحمدہٖ تعالیٰ وہ بالکل بے غبار نکلی، اور ظاہر ہوا کہ اس میں بوئے تخصیص بھی نہیں، مگر پوری عبارت بھی کوکوئی نقل کرے، ناظرین باانصاف کو دعوت فکر ہے، وہ اصل ماجرا سنیں اور انصاف فرمائیں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان گرامی۔ اشد الناس عذابا عند اللہ المصوّرون یعنی اللہ کے حکم میں لوگوں میں سب سے زیادہ سخت عذاب مصوروں پر ہوگا، پر اشکال ہوا کہ قرآن نے فرمایا أدخلوا آل فرعون اشد العذاب کہ آل فرعون کو سب سے زیادہ سخت عذاب میں داخل کرو، اور حدیث کا تقاضا یہ ہے کہ مصور کا عذاب آل فرعون سے بھی زیادہ سخت ہوگا۔ علامہ طبری نے اس کا جواب یہ دیا کہ یہاں مصوروں سے وہ مراد ہیں جو دیدہ ودانستہ معبودان کفار کی تصویریں بغرض عبادت بنائیں کہ وہ اس طرح کافر ہوجائیں گے، اور عجب نہیں کہ آل فرعون کے ساتھ اشد عذاب میں شریک ہوں، جس کا حاصل یہ ہے کہ عبادت کے قصد سے تصویر بنانے والا کافر ہے، اور آل فرعون کے ساتھ اشد عذاب میں شریک ہے، یہ نہیں کہ اس کا عذاب ان سے زیادہ ہو، اور وہ جو بے قصور

Scanned by CamScanner

عبادت تصویر بنائے ،اس کے عاصی ہونے کی خود طبری نے مستقلاً تصریح کی ہے،پوری عبارت ملاحظہ ہو۔

وقد استشکل کون المصور اشد الناس عذابا مع قوله تعالیٰ ادخلوا الَ فرعون اشد العذاب فانه یقتضی ان یکون المصور اشد عذاباً من ال فرعون واجاب الطبری بان المراد هنا من یصور ما یعبد من دون الله و هو عارف بذالك قاصد اله فانه یکفر بذالك فلا یبعد ان ان یدخل مدخل ال فرعون و اما من لا یقصد ذالك فانه یکون عاصیا بتصویره فقط۔

حیرت وافسوس کا مقام ہے کہ سوال پورا حذف کر دیا، اور عبارت جواب بھی ادھوری لکھی، اور وہ ادھوری غیر مشرکانہ تصاویر کے جواز کے لیے دلیل بنالی ناطقہ سربہ گریباں ہے اسے کیا کہیے۔

پھر اسی فتح الباری میں دوسرا جواب بھی تو نقل فرمایا گیا ہے اور وہ یہ کہ اگر یہ وعید کافر کے حق میں ہے، تو کوئی اشکال نہیں کہ وہ آل فرعون کے ساتھ اشد عذاب میں شریک ہے، اور اگر اس مصور مذکور کے کفر عظیم پر دلالت ہے، اور اگر عاصی غیر کافر کے حق میں ہے تو وہ عاصی دیگر گنہگاروں سے زیادہ عذاب کا مستحق ہوگا، اور اس میں دلالت معصیت کی بڑائی پر ہوگی۔

وهذا الفقه قال ابو الولید ابن رو شد فی مختصر مشکل الطحاوی ما حاصله ان الوعید بهذه الصیغة ان ورد فی حق کافر

فلا اشکال فیه لانه یکون مشترکا فی ذالك مع ال فرعون و یکون فیه دلالة علی عظم کفر المذکور و ان و ردفی حق عاص فیکون اشد عذابا من غیره من العصاة و یکون ذالك دالّا علی عظمة المعصیة المذکورة۔

فرعون پر عذاب شدید:

اور تیسرا جواب قرطبی کا بھی اسی میں نقل فرمایا گیا، جس کا حاصل یہ ہے کہ فرعون ان لوگوں میں سب سے زیادہ عذاب کا مستحق ہے، جس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور کفر میں مبتلا ہوا، وہ اس سے زیادہ عذاب کا مستحق ہے جو فسق میں مبتلا ہوا، اسی طرح جو تصویر عبادت کے لیے بنائے وہ اس سے زیادہ عذاب کا حقدار ہے، جو اسے عبادت کے لیے نہ بنائے۔

وهذا الفیه مختصراً واجاب القرطبی فی المفهم بیأن الناس الذین اضیف الیهم اشد لا یرادُ بهم کل الناس بل بعضهم الیٰ قوله ففرعون اشد الناس الذین ادعوا لالهیة عذابا و من یقتدی به فی ضلالة کفره اشد عذابا ممن یقتدی به فی ضلالة فقه الخ۔

اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ جو اوروں کے کفر یا فسق یا ضلالت کا سبب ہو، وہ دوسروں سے زیادہ سخت عذاب کا مستحق ہے، مصور بھی خود فاسق اور دوسروں کے فسق کا سبب ہے، تو بہر صورت خواہ بقصد عبادت بنائے، یا بے قصد عبادت بنائے، اس پر اشد الناس عذاباً صادق ہے۔

ناظرین کرام دیکھیں کہ ان جو جوابوں کو چھوڑ دیا، اور وہ پہلا طبری کا

Scanned by CamScanner

اختیار کیا، اور وہ بھی پورا تحریر نہ فرمایا کہ اپنا دعویٰ بن آئے، اور پھر لطف یہ کہ اس جواب کو سب کا قول قرار دے دیا اور لکھ دیا کہ:

اس بنا پر جن احادیث میں مصوروں مجسمہ سازوں پر سخت ترین عذاب کی تہدید ہے، وہ صرف ان لوگوں کے لیے خاص بتایا ہے الخ۔

حالانکہ علامہ طبری کی اپنی رائے ہے، آگے خطابی کی عبارت جو نقل فرمائی گئی ہے، ذرا غور کیا جائے کہ اس میں تخصیص کا کہیں بھی نشان نہیں، آپ خود ہی ترجمہ فرما رہے ہیں کہ:

مصور کی عقوبت اس لیے شدید ہوئی کہ تصویریں پہلے خدا کے علاوہ پوجی جاتی تھیں۔ اور انہیں دیکھنے سے آپ مبتلائے فتنہ ہوتا ہے، اور بعض قلوب اس کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔

یہ عبارت صاف بتا رہی ہے کہ تصویر عبادت اور مظنہ عبادت کی وجہ سے حرام ہے، اور تصویر بنانے والا بہر حال عقوبت شدید کا مستحق ہے، خواہ عبادت کا قصد کرے، خواہ نہ کرے کہ آخر اس فتنہ میں اس کے یا اوروں کے مبتلا ہونے کا خدشہ تو ہے، بھلا اگر اس خدشے کا اعتبار نہ ہوتا تو عبادت ہی پر اقتصار کیا جاتا ہے، اسے کیوں ذکر کیا۔ بحمدہٖ تعالیٰ آپ نے یہ عبارت لکھ کر اپنے دعوئ تخصیص کو خود ہی باطل کر لیا و للہ الحجۃ السامیۃ.

اور جو استفتاء نے دعویٰ کیا کہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری جلد ۱۰ ص

۳۲۲ میں اس تطبیق پر مفصل بحث کی ہے، اور ان کی ذاتی رائے بھی اس طرف مائل ہوتی ہے، محض بے دلیل ہے۔ بحمدہٖ تعالیٰ ہم نے جو عبارتیں ابھی فتح الباری سے نقل کیں ان میں سے کسی عبارت میں حتیٰ کہ اس عبارت میں جسے استفتاء نے درج کیا مشرکانہ تصاویر کی، اس تخصیص مخترع کی بو بھی نہیں۔ نہ ہر گز حافظ ابن حجر کی یہ ذاتی رائے ہے بلکہ ان کی رائے بھی وہی ہے جو عامۃ الفقہاء کی ہے کہ تصویر ذی روح کی بنانا مطلقاً علی العموم حرام ہے۔

چنانچہ امام نووی کا وہی ارشاد پہلے گزرا، اس کو مختصراً ذکر فرما کر خود حدیث سے عموم کی تائید فرماتے ہیں۔

وهذا فيه و يؤيد التعميم فيما له ظل و ما لا ظل له ما اخرجه احمد من حديث على أن النبى صلى الله تعالىٰ عليه و سلم قال ايكم ينطلق الى المدينة فلا يدع بها وثنا الا كسرو لا صورة الا لطخها أى طمسها الحديث و فيه من عاد الىٰ صنعة شيئ من هذا فقد كفر بما انزل على محمد صلى الله تعالىٰ عليه و سلم الخ

اور عبارات عدیدہ سے یہ خوب مبرہن اور روشن ہو گیا کہ ذی روح کی تصویر بنانے میں کوئی رخصت نہیں، اور وہ بالاتفاق حرام ہے، رخصت فقط غیر ذی روح کی بابت ہے، اور وہ خود حدیث ابن عباس میں منصوص ہے کہ فرمایا۔ فاصنع الشجر و ما لا نفس له تو وہ جو استفتاء نے یہ کہہ کر ''بعض لوگوں نے اس عذاب شدید کو ذی روح اشیاء کے مصوروں تک وسعت دی ہے،

Scanned by CamScanner

اختلاف کا پتہ ونشان دینا چاہا محض بے نشان ہے واللہ الحجۃ السامیہ۔

آگے چل کر استفتاء رقمطراز ہے کہ بہر حال پرستش اور پوجا کی تصویریں اور مجسمے قطعاً اور کلیۃً حرام ہیں، فتح مکہ میں اصنام کی خرید وفروخت کی ممانعت پر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ دیا الی قولہ، اور حرم میں جس قدر انبیاء اور فرشتوں کی تصویریں تھیں ان کو محو کر دیا۔

اقول وباللہ التوفیق۔ جی ہاں پرستش اور پوجا کی تصویریں قطعاً حرام ہیں، اور اسی طرح تمام ذی روح کی تصویریں مظنہ عبادت کی وجہ سے حرام ہیں، اور اس پر بحمدہٖ تعالیٰ خود استفتاء میں دلیل موجود ہے، استفتاء نے خود یہ لکھا کہ حرم میں جن انبیاء فرشتوں کی تصویریں تھیں، انہیں (حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے محو کر دیا، ان میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام اور حضرت مریم کی بھی تصویریں تھیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہلے بھیج کر ان سب کو محو کرایا، بعد میں بہ نفس نفیس جن تصویروں کے نشان باقی پائے پانی منگوا کر مٹا دیئے حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کے متعلق شاید شبہ ہو کہ مشرکین انہیں پوجتے ہوں، مگر ظاہر ہے کہ کل انبیاء کو مشرکین کا پوجنا ثابت نہیں، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام وحضرت مریم کے متعلق تو خود استفتاء کو اعتراف ہے کہ انہیں عیسائی پوجتے ہیں یعنی کفار مکہ نہ پوجتے تھے، مگر یہ تصویریں مظنۂ عبادت ضرور تھیں۔ تو لاجرم یہ ثابت کہ تمام انبیاء کی تصویریں

مشرکانہ تھیں کہ مشرکین انہیں نہ پوجتے تھے، پھر بھی حضور علیہ السلام نے انہیں محو کر دیا۔ اب سوائے اس کے اور کیا کہیئے گا کہ حضور نے جہاں شرک کو بند کیا، وہیں مظنہ شرک کو بھی مسدود فرمایا کہ آخر ان تصویروں کی پوجا کا احتمال تو تھا، تو بحمدہٖ تعالیٰ اس فعل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی تمام جانداروں کی تصویروں کی حرمت ثابت، اور استفتاء کا دعویٰ تخصیص باطل، اور استفتاء کا یہ مستند بحمدہٖ تعالیٰ ہمارے لیے حجت تو ٹھہرا وللہ الحمد۔

احادیث مبارکہ سے ثبوت:

ہم حضرت مستفتی کے اس دلیل کی فراہمی کے لیے شکر گزار ہیں۔ آگے استفتاء نے یہ کہہ کر:

> اب رہ گئیں وہ تصویریں اور مورتیں جو عبادت اور پوجا کے کام نہیں آتیں بلکہ محض خوشنمائی آرائش یا کسی اور غیر مشرکانہ غرض سے بنائی گئی ہوں، ان کے متعلق سب سے پہلے حدیث سے ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو کن اسباب کے ساتھ وابستہ فرمایا ہے۔

پانچ احادیث ذکر کر کے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ان احادیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ غیر مشرکانہ تصاویر ناجائز نہیں، زیادہ سے زیادہ خلاف

Scanned by CamScanner

تقویٰ ہیں ہم بعونہ تعالیٰ وہ احادیث اور ان پر جو کلام علماء نے فرمایا ہے، ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

پہلی حدیث یہ ہے کہ حضرت عائشہ سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ:

خرج فی غزاۃ فاخذت نمطافسترته علی الباب فلما قدم فرائی النمط عرفت الکراھیه فی وجهه فجره حتی ھتکه قال أن الله لم یا مر نأ ان نکسوا حجارۃ و الطین۔

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی غزوہ میں تشریف لے گئے تو میں نے ایک کپڑا لیا، اور اسے دروازہ پر لٹکا دیا (دوسری روایت میں ہے کہ پردہ میں پردار گھوڑوں کی تصویریں تھیں) تو جب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے، میں نے چہرہ انور میں ناگواری پائی اور پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پردہ کو کھینچ کر پھاڑ دیا، اور فرمایا کہ اللہ نے ہمیں مٹی اور پتھر کو کپڑا پہنانے کا حکم نہیں دیا۔ اب ذرا بتایا جائے کہ اس حدیث کے کون سے لفظ سے یہ نکلا کہ غیر مشرکانہ تصاویر جائز ہیں، کیا اظہار ناگواری ناجائز ہونے کی دلیل نہیں، ضرور وہ عدم جواز کی دلیل ہے کہ اس سے یہی متبادر ہے جب تک اس کے خلاف کوئی دلیل نہ ہو، اسے محض خلاف اولیٰ کے بیان پر محمول کرنا دعویٰ بلا دلیل ہے، اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم و آلہ وسلم کا پھاڑ دینا، اس کے عدم جواز کی دوسری دلیل ہے جو پہلے کی موید بھی ہے، کہ اگر یہ پردہ صرف خلاف اولیٰ ہوتا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسے پھاڑنا کیونکر درست ہوتا، معلوم ہوا کہ حضور کا اسے پھاڑنا اس ناجائز کو اپنے ہاتھوں زائل کرنے کے لیے تھا۔

اسی لیے اس مقام پر علامہ نووی نے تصریح فرمائی کہ امر ناجائز کو شرعاً ہاتھ سے بدل دینے، اور حرام تصویروں کو بگاڑ دینے اور اسے تکیہ بنا لینے، اور ناجائز امر کو دیکھ کر اس پر اظہار غضب کے لیے۔

اس حدیث میں دلیل ہے وھذا الفظة فیستدله به تغیر المنکر بالید و ھتك الصور المحرمة و الغضب عند رویة المنکر دانه یجوز اتخاذ الوسائد باه ملتقا.

دوسری حدیث اسی کے ہم معنی بہ روایت امام احمد ذکر کی ہے۔ ہم اسے ذکر نہیں کرتے کہ جو اس کا جواب ہے وہی اس کا جواب ہے۔

تیسری جو درج استفتا وہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ نے فرمایا

کان لنا سترفیه تمثال طائر و کان الداخل اذادخل استقبله فقال لی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه و سلم حولی ھذا۔ فانی کلما دخلت فرأیته ذکرت الدنیا یعنی ہمارے گھر کے پردے میں ایک پرندے کی صورت تھی، اور داخل

Scanned by CamScanner

ہونے والا جب گھر میں آتا تو وہ اس کے سامنے ہوتا، تو حضور نے مجھ سے فرمایا اس پردہ کو ہٹادو، کہ جب اسے دیکھتا ہوں تو مجھے دنیا یاد آتی ہے۔

اس حدیث میں بھی غیر مشرکانہ تصاویر کے جواز پر کوئی دلالت نہیں۔غایت امر یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پردہ پر پہلے انکار نہ فرمایا اور اسے رہنے دیا، بعد میں جب تصویر ذی روح کا استعمال حرام ٹھہرا، آپ نے اس پردہ کو ہٹادینے کا حکم دیدیا، اور امر مطلق سے شرعاً وعرفاً وجوب سمجھا جاتا ہے، اسی لیے علماء کرام نے یہاں بھی وجوب سمجھ کر اس حدیث سے اور اسی طرح بخاری کی اس حدیث سے جو استفتاء نے بالکل آخیر میں نقل کی، اور جس میں وارد ہوا کہ امیطی عنی قرامك هذا یعنی یہ پردہ میرے سامنے سے ہٹادو۔جاندار کی تصویروں کی حرمت افادہ فرمائی۔لاجرم۔

امام نووی نے زیر حدیث اول الذکر کان لنا ستر فیه تمثال طائر الخ فرمایا هذا محمول علی انه کان قبل تحریم اتخاذ فیه صورة فلذا کان صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ید خل و یراه و لا ینکره قبل هذا المرة الا خیرة ۔

علامہ امام عینی نے زیر حدیث بخاری امیطی عنی قرأ ملك هذا الخ تصریح کی کہ وجہ مطابقة الحدیث للترجمة من

حیث ان الستر الذی فیه التصاویر اذا فهی عنه الشارع فمنع لبسه بالطریق الاولیٰ عمدة القاری۔

نیز اسی میں ہے:

قال الخطابی فیه دلیل علی ان الصور کلها من هی عنه سواء کانت اشخا ما ثلث او غیر ها ثله کانت فی ستر اویساط او فی وجه جدار او غیر ذالك قال ابن بطال علم من الحدیث النهی عن اللباس الذی فیه التصاویر بالطریق الاولیٰ بحمدہٖ تعالیٰ

ان ارشادات علماء کی روشنی میں احادیث مبارکہ کا مطلب واضح ہوگیا کہ تصویر کا استعمال مطلقاً حرام، اور اس کا مصلی کے سامنے یا دائیں بائیں ہونا موجب کراہت، اور مخل خشوع وخضوع ہے۔ اور یہ کہ تحریم استعمال متاخر ہے اور وہ جواز کی ناسخ ہے، جیسا کہ خود حدیث سے ثابت ہے، اور امام نووی نے اس پر تنبیہ فرمائی ہے نہ یہ کہ عموم تحریم منسوخ اور غیر مشرکانہ تصاویر کا جواز ثابت ہے، حاشا وکلا اس پر ہرگز کوئی دلیل نہیں، اور استفتاء کا یہ اشتباہ کہ "جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ پردہ ہٹادو کہ اس سے نماز میں خلل پڑتا ہے، اور بعض روایتوں میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس سے آرائش دنیا یاد آتی ہے، اگر قسم کی تصویر بھی ناجائز ہوتی تو آپ فوراً اس کے ہٹادینے کا حکم دیتے"

Scanned by CamScanner

اس کا جواب پہلے [illegible] سے گزر چکا کہ اس کا باقی رکھنا تحریم سے پہلے تھا، اور پھر جب حرام فرمائی تو اس طرح کہ تلون وجهه حضور کے چہرے کا رنگ بدل گیا عرفت الكراهية في وجهه اتنا غضب فرمایا کہ عائشہ صدیقہ نے اس کو چہرۂ اقدس میں پہچان لیا فجره فهتك۔ حضور نے دست اقدس سے خود اس منکر کو زائل فرمایا کہ پردے کو پھاڑ دیا

فجعلنا منه و سارة دو سارتين، ہم نے اس پردے کو رہنے نہ دیا بلکہ تکیہ بنا دیا، دو تکیے بنا لیے، اور بعض روایتوں میں آیا کہ حضور نے فرمایا ان اشد الناس عذابا يوم القيامة الذين يشبهون بخلق الله. قیامت کے دن ان پر سخت ترین عذاب ہوگا، جو اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیز کی مشابہت کریں۔ هكذا اخرجه النسائی بالفاظ مثنی و يسروها العينی فی عمدة القاری فليراجع .

بھلا اس امر کو اتنی شدت سے منع فرمایا جائے وہ محض خلاف اولیٰ ہی ہوگا۔ خدا جانے حدیث کے الفاظ دیگر سے کیوں پہلو تہی کی گئی، اور انہیں دو روایتوں پر کیوں اکتفا فرمایا گیا۔ اسی خلل و تذکرہ دنیا کو لے لیجئے تو ارشاد ہو کہ خلل اور خلاف اولیٰ میں کیا تلازم ہے، جہاں جہاں خلل ہو وہاں خلاف اولیٰ ہو۔ سدل کف ثوب، قلب حصا، آسمان کی طرف نظر اٹھانا۔ منہ پھیر کے دائیں یا بائیں دیکھنا

، قومہ و رکوع و سجود و جلسہ میں جلدی کرنا، یہ سب مخلات نماز میں اور مکروہ تحریمی ہیں، اور اکثر مخلات نماز مکروہ تحریمی ہی ہیں كما لا يخفىٰ على من راجع كلمات علمائنا الكرام۔ اور جہاں جہاں یہ خلل جتنا شدید ہوگا کراہیت اسی قدر شدید ہوگی، اور جہاں جہاں اس میں خفت ہوگی کراہیت میں اسی کے اعتبار سے خفت ہو جائے گی ، اس کی نظیر یہ ہے کہ منہ پھیر دائیں بائیں دیکھنا مکروہ تحریمی ہے کہ اس میں خلل زائد ہے، اور کنکھیوں سے دیکھنا مکروہ تنزیہی ہے، اور یہاں خلل بے شک اشد ہے کہ ذی روح کی تصویر سامنے دائیں بائیں، یا مصلی کے سر پر چھت میں ہونے میں اشتباہ عبادت ہے، اور تصویر مضاہات خلق اللہ کی وجہ سے خود حرام ہے، اور ہر حالت تعظیم اس کا رکھنا حرام اور امتناع ملائکہ کا سبب ہے بخلاف نقش و نگار کے جو محراب مسجد اور کپڑے میں ہو کہ وہ خود نہ حرام، نہ اس کی روبرو ہونے میں شبہ عبادت، تو اس میں خلل اس سے کم ہے بایں ہمہ اگر اس نقش و نگار کی طرف توجہ اشد ہو نماز میں کراہیت ضرور اشد ہوگی، یہاں تک کہ اس موضع نقش و نگار سے ہٹ کر اور نقش کپڑے کو اتار کر نماز پڑھنا واجب ہوگا۔

معلوم ہوا کہ ذی روح کی تصویر کی کراہیت کو نقش و نگار کی کراہیت پر قیاس کرنا صحیح نہیں، یہاں سے بحمدہٖ تعالیٰ استفتاء کے اس

Scanned by CamScanner

زعم کا جواب ظاہر ہوا جو استفتاء نے تحریر کیا، کہ اس حدیث سے نہ صرف تصویر کی کراہیت تنزیہی ثابت ہوتی ہے، بلکہ جس طرح یہ تصویر نماز کے آگے مکروہ ہے، اسی طرح منقش جانماز میں اور مساجد کی منقش اور گل بوٹے کی محرابیں بھی مکروہ ہیں، چنانچہ اس بنا پر آپ نے منقش چادر بھی نماز میں ناپسند فرمائی، اور جواب یہی ہے کہ اس حدیث سے ہرگز کراہت تنزیہی ثابت نہیں ہوتی بلکہ تحریمی ثابت، اور اس تصویر ذی روح کا قیاس درست نیز نقش ونگار پر صحیح نہیں، اور مزید برآں یہ قیاس خود اس امر میں دلیل ہے کہ استفتاء کے ہاتھ میں اپنے دعوے پر کوئی دلیل نہیں، ورنہ قیاس کی کیا حاجت تھی کہ وہ تو نص کے ہوتے ہوئے عبث ہے، اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چادر کو ناپسند فرمانا تعلیم امت کے لیے ہے، ورنہ آپ کی بارگاہ عالی میں خلل کا کیا دخل کہ ایسی چیزوں سے پرہیز کریں جن میں مظنہ خلل کا نماز میں ہو، اور جب وہ مظنہ خلل قوی ہو تو ضرور پرہیز کریں، تو وہ تو ہمارے دعویٰ کا مؤید ہے کہ ایسی حالت خاصہ میں جب کہ خلل زائد ہو، اس کپڑے سے احتراز لازم ہے۔ وللہ الحجۃ الاسامیہ۔

اب رہ گئی سند ابوداؤد کی پانچویں حدیث جو درج استفتاء ہے، اور جس میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ایک دفعہ بیمار تھے، حضرت مسورن محترمہ عیادت کو آئے۔ حضرت ابن عباس رضی

اللہ تعالیٰ عنہ ایک چادر اوڑھے تھے، جس میں تصویریں بنی تھیں۔ مسور؟ نے اعتراض کیا، حضرت ابن عباس نے فرمایا مجھے اس کا علم نہیں ہوا، اور میرا گمان ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے غرور تکبر کی وجہ ہی سے منع فرمایا ہے، اور ہم بحمدہ اللہ ایسے نہیں (استفتاء نے یوں ترجمہ کیا ہے کہ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ آپ نے اس سے منع فرمایا ہے، لیکن اس سے غرور فخر پیدا ہوتا ہے) یہ ترجمہ صحیح نہیں، حدیث کے الفاظ یہ ہیں ماادری رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہی عن ہذہ الاللتکبروا لتجیر جس کا مطلب یہ ہے حضور کے منع فرمانے کی وجہ میرے گمان میں تکبر و تجیر ہے، نہ یہ کہ میں نہیں سمجھتا کہ آپ نے اس سے منع فرمایا ہے الخ

اس حدیث میں بھی بعونہ تعالیٰ کلام کریں۔

دلائل اقسام:

اولاً: حدیث میں خود موجود ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان تصویروں سے منع فرمایا ہے۔

ثانیاً: حضرت ابن عباس نے جو فرمایا کہ میرے گمان میں ممانعت کی وجہ تکبیر و تجیر ہے، یہ ان کی اپنی رائے ہے جس سے لازم نہیں کہ واقع میں ممانعت کی، صرف یہی علت ہو۔ علت ممانعت خود احادیث مذکورہ میں ذکر ہوئی۔

Scanned by CamScanner

ثالثا: ابن عباس اس کے ارشاد کے بموجب اسی کو علت مانیں تو تکبر کبیرہ گناہ ہے۔ جس سے ممانعت کی علت یہ تکبر ہوگا، وہ بھی حرام ہوگی، نہ کہ خلاف اولیٰ۔

رابعا: خود حدیث میں موجود اور خود استفتاء نے اسے نقل کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان تصویروں کے بگاڑنے کا حکم دیا کہ ان کے سر کٹوائے، یہ اس امر کا قرینہ ہے کہ حضرت ابن عباس کے نزدیک وہ رائے خود متیقن نہ تھی، ورنہ محض خلاف اولیٰ سے بچنے کے لیے کپڑے کو خراب کرنا جو ممنوع ہے، کیونکر درست ہوتا۔

خامسا: حدیث میں موجود کہ لسنا بحمد الله كذالك ہم ایسے نہیں جس کا حاصل کرنا صرف اتنا ہے کہ علت ممانعت تکبر ہم میں مفقود ہے، اس سے یہ کب لازم کہ سارا جہان ابن عباس ہو جائے، بحمدہ تعالیٰ ثابت ہوا کہ اس حدیث میں بھی استفتاء کے لیے دلیل نہیں، دلیل ہے تو ہمارے لیے۔ ولله الحجة

ایک حدیث دو مفہوم:

پھر استفتاء نے لکھا کہ ''ایک حدیث میں ہے حضرت عائشہ آپ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جس گھر میں تصویر ہو اس گھر میں فرشتے

داخل نہیں ہوتے، لیکن اسی جامع صحیح کے اسی باب میں دوسری روایت میں ہے کہ ایک صاحب نے ام المومنین سے دریافت کیا کہ حضرت ابوطلحہ انصاری کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس گھر میں کتا یا تصویریں ہوں، اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ کیا آپ نے آنحضرت کو یہ کہتے سنا ہے، انہوں نے جواب دیا ''نہیں'' لیکن میں تم سے بیان کرونگی جو آپ کو کرتے دیکھا ہے، آپ کسی غزوہ میں گئے تھے، میں نے ایک مصور کپڑا لیتا اور اس کو دروازہ پر لٹکایا، جب آپ واپس ہوئے الخ۔

(آگے حدیث سابق بدستور ہے) یہ لکھ کر استفتاء نے کہا کہ ان دو مختلف المفہوم احادیث کو باہم مربوط کرنے کے لیے محدثین نے تین طریقے اختیار کئے ہیں۔

اقول وباللہ التوفیق حضرت مستفتی کی ان دو مختلف المفہوم احادیث سے مراد یہ دو روایتیں مختلف المفہوم نہیں، بایں معنی کہ دونوں تصاویر ذی روح کی حرمت کا افادہ فرما رہی ہیں، اور استفتاء کا اس حدیث سے جس میں کپڑے کو پھاڑنا، اور یہ ارشاد فرمانا کہ اے عائشہ

Scanned by CamScanner

اللہ نے ہمیں مٹی اور پتھر کو کپڑے پہنانے کا حکم نہ دیا وارد ہوا، حرمت نہ سمجھنا اور خلاف اولیٰ پر عمل کرنا تمام علماء کے خلاف ہے، ہاں یہ دونوں روایتیں بایں معنیٰ مختلف ہیں کہ پہلی میں یہ ہے کہ یہ حدیث خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جس گھر میں تصویر یا کتا ہو اس میں فرشتے نہیں آتے، اور دوسری روایت میں ہے کہ عائشہ فرماتی ہیں کہ انہوں نے حضور علیہ السلام سے یہ حدیث نہ سنی، اور معاملہ اس میں مہمل ہے کہ ممکن ہے کہ عائشہ نے خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نہ سنی ہو بعد میں کسی صحابی سے وہ حدیث سنی ہو، تو پہلی روایت اس تقدیر پر مرسل ہوگی، اور مرسل صحابی متصل کے حکم میں ہے، اور بالاتفاق حجت ہے کما ہو معلوم ومقرر فی اصول الحدیث۔

اور اس صورت میں یہ پہلی روایت دوسری روایت سے متاخرہ ہوگی، تو اب اگر یہ مان بھی لیں کہ اس حدیث سے جس میں کپڑا پھاڑنے کا ذکر ہے جواز ورخصت تصویر ذی روح کی مفہوم ہوتی ہے، تو یہ رخصت حضرت عائشہ کی اس روایت متاخرہ سے منسوخ ہو جائے گی، جس میں وارد ہوا کہ اس گھر میں فرشتے نہیں آتے جس میں کتا یا تصویر ہو، اور اس طور پر بھی جمہور علماء کا دعوے کہ تحریم متاخر و ناسخ ہے، اور رخصت منسوخ ہے ثابت ہے، اور استفتاء کا دعوے کہ احادیث رخصت عموم حرمت کی مخصص یا ناسخ ہیں، بے دلیل ہے، و

للہ الحمد۔

اور یہ جو استفتاء کو شبہ گزرا کہ یہ رائے کہ تصاویر کی رخصت کا واقعہ آغاز اسلام میں تھا، حرمت کی حدیث احادیث رخصت کی ناسخ ہے ۔ یہ محدث داؤدی کی رائے ہے، لیکن عامہ محدثین ابن حجر اور ابن التین نے اس کی تردید کی ہے خلاف واقعہ ہے، بایں معنیٰ کہ ابن حجر اور ابن التین نے صحت نسخ سے مطلقاً انکار نہیں کیا ہے، بلکہ بات یہ ہے کہ صحیح بخاری میں دو حدیثیں حضرت عائشہ سے مروی ہوئیں جو بظاہر متعارض ہیں، ایک حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہ کے حجرے میں مصور پردہ تھا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا، تو آپ نے اس کو پھاڑ کر تکیہ یا دو تکیئے کر لیا، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان تکیوں کو استعمال فرمایا، اور دوسری حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر سے تشریف لائے اور حضرت عائشہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیٹھنے، اور ٹیک لگانے کے لیے ایک تکیہ خریدا تھا، تو جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو دروازے پر کھڑے رہیا اور اندر داخل نہ ہوئے۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور نے اس تکیہ کو استعمال نہ فرمایا۔ اس تعارض کو دفع کرنے کے لیے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے چند وجوہ تطبیق ذکر فرمائیں۔ از آنجملہ ایک یہ ہے۔ جس کی طرف مصنف یعنی بخاری نے

Scanned by CamScanner

ارشاد فرمایا کہ پائمال تصویر کے جواز سے لازم نہیں کہ تصویر پر بیٹھنا
بھی ناجائز ہو، تو ممکن ہے کہ وہ تکیہ استعمال فرمایا ہو جس میں صورت نہ
ہو، اور یہ کہ بیٹھنے اور ٹیک لگانے میں حکم کا تفاوت ہے، اسے فرمایا کہ
یہ بعید ہے۔ اور تیسری وجہ یہ بیان فرمائی کہ حضرت عائشہ نے جب
پردے کو بیچ سے کاٹا تو تصویریں بگڑ گئیں اور اپنی ہیئت پر نہ رہیں، اس
لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے استعمال فرمایا، اور چوتھی وجہ
یہی محدث داؤدی کی لکھی کہ حدیث اس باب کی یعنی (من کرہ
العقود علی الصور) تمام احادیث رخصت کی ناسخ ہیں، اور دلیل
یہ پکڑی کہ اس حدیث میں خبر ہے (یعنی یہ جو حضور نے فرمایا کہ یہ
تصویر ساز قیامت کے دن عذاب پائیں گے، ان سے کہا جائے گا کہ
اپنی بنائی ہوئی تصویریں جان ڈالو اور ملائکہ اس گھر میں نہیں آتے جس
میں تصویریں ہوں) اور خبر منسوخ نہیں ہوتی، تو یہی ناسخ ہوگی۔ اسے
ابن حجر نے یہ کہہ کر مخدوش کر دیا کہ نسخ احتمال سے ثابت نہیں
ہوتا۔ اور جب تطبیق ممکن ہے تو نسخ کا دعویٰ قابل التفات نہیں۔

وهذا نصه و ظاهر حديثي عائشة هذا و الذى قبله
التعارض لأن الذى قبله يدل على أنه صلى الله عليه وسلم
استعمل الستر الذى فيه الصورة بعد ان قطع و عملت من
الوسادة و هذا يدل على أنه لم يستعمله اصلاً و قد اشار

المصنف اے الجمع بينهما بانهٗ لا يلزم من جواز اتخاذ ماير
طاع من الصور جواز العقود على الصورة فيجوز أن يكون
استعمل من الوسارة مالا صورة فيه و يجوز أن يكر من راى
التفرقة بين العقود و الاتكاء وهو بعيد و يحتمل ايضا أن
يجمع بين الحديثين بانها لما قطعت الستر وقع القطع فى
وسط الصورة مثلا فخرجت عن هيئتها فلهذا صار يرتفق بها
الىٰ قوله و سلك الدأودى فى الجمع مسلكا اخر نا دعى أن
حديث الباب ناسخ لجميع الأحاديث الداولة على الرخصة
و احتج بانه خبر والخبر لايدخله النسخ فيكون هو
الناسخ(قلت) والنسخ لا يثبت لاحتمال و قد امكن الجمع
فلا يلتمنت لدعوى النسخ الخ۔لتقطاً

اس پوری عبارت میں کون سا ایسا جملہ ہے جس کا مطلب یہ
ہو کہ مطلقاً نسخ ثابت ہی نہیں، اور یہ کس لفظ کا ترجمہ ہے کہ عامۃ
المحدثین نے اس کی تردید کی ہے حاشا وکلا نہ ہرگز ابن حجر نے مطلقاً
نسخ سے انکار کیا ہے، نہ ان کی عبارت سے یہ مسترشح ہے، وہ تو صرف
یہ کہہ رہے ہیں کہ دعویٰ نسخ کی حاجت نہیں، اور عامۃ المحدثین کا تو
حاشا للہ اس کا کہیں ذکر ہی نہیں، کسی اور ماخذ میں ہو تو نشان دہی فرما
کر شکریہ کا موقع دیا جائے، اور یہ بھی بتایا جائے کہ اگر بالفرض ابن

Scanned by CamScanner

حجر نے اور عامۃ المحدثین نے نسخ کو رد فرمایا ہے تو امام نووی کا (جن کی عبارت پہلے گزری) عموم حرمت، جماہیر صحابہ و تابعین سے نقل فرمانا، اور علامہ ابن حجر کا نقل فرما کر اسے مقرر رکھنا، پھر تعمیم کی تائید فرمانا، اور نیز ابن حجر مکی کا اسے مقرر رکھنا اور یہ فرمانا کہ وأما فعل التصویر لذی الروح فهو حرام مطلقا۔

اور نیز عینی و خطابی کا یہ فرمایا کہ فیه دلیل علیٰ ان الصور کلها منهم عنه الخ کیونکر صحیح ہوگا، اور جب انکار نسخ ماننے کی صورت میں عموم حرمت کا دعویٰ صحیح نہیں تو ثابت ہوا کہ عامۃ المحدثین احادیث رخصت کے منسوخ ہونے کے منکر نہیں، بلکہ یہ نسخ انہیں بھی مسلم ہے، اسی لیے ان کے نزدیک عموم حرمت ثابت ہے، اور جو عموم کی تخصیص یا نسخ کا مدعیٰ ہے اس کی رائے ان سب کے مخالف ہے، اور دلیل تخصیص یا نسخ اس کے ذمہ ہے۔ مگر دلیل کہاں، اور یہ جو استفتاء نے کہا کہ محدث داؤدی کی رائے میرے نزدیک اس لیے غیر صحیح ہے کہ اصول اسلام کا مجرے یہ ہے کہ عقائد اور متعلقات عقائد میں اسلام نے کسی رواداری کو ایک لمحہ کے لیے بھی دخل نہیں دیا ہے، ان چیزوں میں اسلام نے اس غرض سے کہ تمام مراسم و ذرائع و متعلقات شرک و بت پرستی کی بیخ کنی کردی جائے، پہلے سخت شدت کا برتاؤ کیا گیا، لیکن جیسے جیسے ان خطرات کا انسداد ہوتا گیا، اور عرب

سے ان مراسم مشرکانہ کا استیصال ہوتا گیا، اس شدت کی گرفت بھی ڈھیلی ہوتی گئی، یہ محض اپنی رائے سے احادیث سابقہ کے عموم و اطلاق کی تخصیص وتقلید کی کوشش ہے جو بہت مذموم ہے، پھر اس قول میں بھی دلیل موجود ہے کہ عموم حرمت اب بھی باقی ہے، اور یہ اصول اسلام کا عین مقتضی ہے کہ مشرک و مراسم مشرکانہ تو اب بھی باقی ہیں، جیسا کہ ہم پہلے کہہ چکے ہیں، لہذا استفتاء کا یہ فیصلہ جو ان لفظوں میں دیا گیا کہ اس تفصیل کے بعد اسلام میں تصاویر کے شرعی حکم کے متعلق یہ فیصلہ چاہیئے کہ جو تصاویر مشرکانہ ہیں، وہ قطعا ناجائز و حرام ہیں۔ لیکن جو تصویریں محض زیبائش و آرائش کے کام آتی ہیں، اولیٰ و بہتر تو یہ ہے کہ ان سے احتراز کیا جائے، لیکن اگر کوئی استعمال کرے تو انشاء اللہ عاصی نہ ہوگا۔ ہرگز قابل قبول نہیں کہ احادیث و ارشادات علماء محدثین و تصریحات فقہاء کے خلاف ہے، اور ہم بحمدہٖ تعالیٰ گروہ علماء و فقہاء کے مقلد ہیں، اور نجات اسی گروہ کی پیروی میں و لله الحجة السامية و لله الحمد۔

محدث داؤدی کی رائے سے پہلے ایک رائے استفتاء نے اور درج کی ہے، اور وہ یہ ہے کہ جس حدیث میں رخصت ہے، اس تصویر سے مراد غیر ذی روح کی تصویر ہے، اور جسمیں حرمت و ممانعت ہے، اس میں مراد ذی روح کی تصویر ہے، اسے استفتاء نے یہ کہہ کر رد کر دیا

Scanned by CamScanner

ہے کہ یہ دفعہ مصالحت اس لئے صحیح نہیں کہ رخصت اور کراہت تنزیہی کی بعض حدیثوں میں بتصریح ذکر ہے، کہ اس میں ذی روح کی یعنی پرندے اور گھوڑے کی تصویر تھی۔ (صحیح مسلم و مسند احمد و ابوداؤد)

اقول یہ جواب امام نووی نے زیر حدیث (جس میں الا رقما فی ثوب۔ یعنی فرشتے اس وقت گھر میں آنے سے نہیں رکتے، جب کہ تصویر کپڑے میں نقش ہو) دیا ہے کہ اس سے مراد غیر جاندار کی صورت ہے، اور جمہور کا قول بتایا ہے، اور دوسری حدیث شریف جس میں پرندے کا ذکر ہے اس کے متعلق فرمایا ہے کہ یہ تحریم کے بیان سے قبل پر محمول ہے، جیسا کہ اوپر گزرا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ جس میں پرندے وغیرہ کا ذکر ہے وہ حدیث رخصت ہے ہی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مشرکانہ تصاویر:

اب بحمدہ تعالیٰ استفتاء کے پیش کردہ ان احادیث و آثار کی طرف رخ کریں، جن کے متعلق استفتاء کو زعم ہے کہ غیر مشرکانہ تصاویر کے جواز پر حسب ذیل احادیث و آثار دلالت کرتے ہیں، ان کا اجمالی جواب ہم پہلے دے چکے ہیں کہ ان سے تصویر ذی روح کو بنانے کا جواز ثابت نہیں ہوتا، بلکہ بعض صور خاصہ میں تصویر کو باقی رکھنے کی رخصت ثابت ہوتی ہے۔ فتذکر ثمہ۔

استفتاء کے احادیث و آثار مذکورہ میں سے ہم حدیث نمبر (۱) کا جواب دے چکے، اب بعونہ تعالیٰ (۲) پر کلام کریں، استفتاء نے لکھا کہ:

(۲) جو مصور پردہ حجرے کے دروازے پر حضرت عائشہ نے لٹکایا تھا، اور جس کو آپ نے پھاڑ ڈالنے کا حکم دیا تھا، حضرت عائشہ نے اس کے دو تکیے بنائے تھے، جن کو آپ بے تامل استعمال فرماتے تھے، حالانکہ وہ تصویریں اس میں اسی طرح موجود تھیں، جیسا کہ امام احمد نے اس کی تصریح روایت کی ہے الخ۔

اقول و باللہ التوفیق حضور کا اس پردے کو پھاڑنا تصویر ذی روح کے حرام ہونے کی دلیل ہے، جیسا کہ نووی سے تصریح گزری جس کو آپ نے خلاف اولیٰ پر محمول فرمایا۔ یہ آپ کی اپنی سمجھ ہے جس کے متعلق ہم کیا کہیں:

ناطقہ سر بہ گریباں ہے اسے کیا کہیئے

اور استعمال فرمانا اس صورت کو بگاڑ کر اس ہیئت ذلت کے ساتھ اس بات کی دلیل ہے کہ جب صورت ذی روح اپنی ہیئت پر نہ رہے، یا محل عظمت میں نہ ہو، بلکہ فرش یا انداز میں ہو تو اس کو باقی رکھنا

Scanned by CamScanner

جائز ہے، اس رخصت استعمال کو تصویر بنانے کی رخصت سمجھ لینا طرفہ تماشا ہے، اور جو استفتاء میں درج ہوا کہ امام احمد نے روایت کی کہ حضور ان تکیوں کو استعمال فرماتے تھے، حالانکہ وہ تصویریں اس میں اسی طرح موجود تھیں، امام احمد کی روایت میں اس کی تصریح نہیں کہ وہ تصویریں اسی طرح موجود تھیں۔ امام احمد کی روایت میں بخاری کی روایت پر جو کتاب المظالم میں حضرت عائشہ صدیقہ سے ہے، اتنا زیادہ ہے ولقد رایته متکئا علی احدیهما و فیها صورة یعنی میں نے حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ایک تکیہ سے ٹیک لگائے ہوئے ہیں، اور اس میں تصویر تھی۔ اس میں یہ کہاں ہے کہ وہ تصویر اسی طرح موجود تھی، حالانکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پردے کو پھاڑ ڈالا تھا، اور اگر بالفرض وہ تصویر اس میں بگڑنے سے سلامت رہ گئی ہو تو بھی ہمیں مضر نہیں۔ یہ تو ہم جانتے ہیں کہ تصویر جب محل عظمت میں نہ ہو، اسے باقی رکھنا جائز ہے، اور یہ صورت حرمت استعمال سے مستثنیٰ ہے، لیکن تصویر بنانا تو اس کا عموم حرمت باقی ہے، اور کوئی صورت اس سے مستثنیٰ نہیں۔ اسی لیے تمام محدثین وفقہا نے اس حدیث سے اس امر پر استدلال کیا ہے کہ اگر تصاویر محل عظمت میں نہ ہوں، بلکہ مستقر و پائمال ہوں، مثلاً فرش و قالین میں ہوں تو جائز ہے، اور اگر آویزاں یا کھڑی ہوں تو جائز نہیں، اور یہیں سے ظاہر کہ بعض روایتوں میں جو الا رقما فی ثوب (یعنی جب کہ تصویر کپڑے

میں نقش ہو تو فرشتے گھر میں آنے سے نہیں رکتے) وارد ہوا، اس میں ثوب سے مراد بساط تکیہ ہے نہ کہ پردہ وغیرہ، جو آویزاں ہو۔

چنانچہ خود استفتاء نے لکھا کہ امام محمد موطاً میں حضرت ابوطلحہ والی حدیث الا رقما فی ثوب نقل کر کے لکھتے ہیں۔ وهذاناخذ ما كان فيه من تصاوير من بساط يبسط او فراش يفرش او وسادة فلا باس ذالك انما يكره من ذلك ما في السترو ماينصب نصبا و هو قول ابي حنيفة و العامة من فقهائنا اور اس کو مقرر رکھا۔ یہیں سے بحمدہٖ تعالیٰ استفتاء کے اس اعتراض کا کہ آگے ابوطلحہ انصاری کی حدیث آتی ہے، جس سے یہ تفریق ناقبل اعتبار ہو جاتی ہے، جواب ظاہر کہ استفتاء نے تو خود امام محمد کی اس عبارت کو اسناداً نقل کیا، تو استفتاء کے طور پر بھی ثوب سے مراد وہی ہے، جو ہم نے بیان کی، اب اسے نامعتبر جاننا خود اپنے سے ٹکرانا ہے ولله الحجة السامية۔

حدیث ۳ جو استفتاء نے درج کی جس میں کہ حضرت میمونہ یا حضرت عائشہ کے حجرے میں تصویر دار پردہ اور ایک مجسمہ تھا۔ حضرت جبریل نے عرض کی یا رسول اللہ مجسمہ کا سر کٹوا دیجئے کہ وہ بے جان درخت کی طرح ہو جائے، اور پردہ کو فرش بنا دیجئے کہ پائمال ہو، اس کا جواب وہی ہے جو ابھی گزرا اور پہلے بھی گزر چکا فلا نطیل باعاته۔

اور یہ تو استفتاء نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گڑیوں سے اور پردار گھوڑے سے غیر مشرکانہ تصاویر بنانے کے جواز پر استدلال کیا۔ بوجوہ مخدوش ہے۔

Scanned by CamScanner

استدلال:

اولاً: حدیث سے صرف اتنا ظاہر ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان تصویروں کو نہ توڑا بلکہ رہنے دیا، جس سے اس قدر ثابت کہ حضرت عائشہ کے حق میں یہ تصویریں حرمت استعمال سے مستثنیٰ کر دی گئیں، اور استعمال سے رخصت میں لازم نہیں کہ بنانے کی بھی رخصت ہو کہ ممکن ہے کہ استعمال ان تصویروں کے محل استخفاف میں ہونے کی وجہ سے جائز رکھا ہو، یا یہ کہ واقعہ قبل تحریم کا ہے، اس لیے کہ وہ صورتیں تام نہ تھیں۔

چنانچہ امام غزالی نے اسی معنی اخیر پر حدیث کو حمل فرمایا، چنانچہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ والحدیث محمول عندنا علیٰ عادة الصبیان فی اتخاذ الصورة من الخزف والرقاع من غیر تکمیل صورتہ بدلیل ما روی فی بعض الروایات ان الفرس کان له جناحان من رقاع۔

اور شیخ محقق عبدالحق دہلوی نے دو وجہ اول الذکر کو بعد میں ذکر فرمایا، اور غزالی کے محمل کو مقدم فرمایا جو قرینہ اس کے مختار ہونے کا ہے۔ اشعة اللمعات میں فرماتے ہیں۔

ایجا می گویند چوں آنحضرت تجویز کرد بازی کردن عائشہ را بایں بعتہا د صورتہا جواب می دہند کہ مرآں بعتہا را صورتہائے مشخص بنود چنانچہ تصاویر را کہ حرام است و بعضے

میگویند کہ وقوع ایں قبل از تحریم تصاویر است یا از جہت آنکہ لعب صغار مظنہ استخفاف است" واللہ اعلم۔

ثانیاً: اگر ان گڑیوں کو بنانے کی رخصت مان بھی لی جائے تو رخصت حضرت عائشہ کے لیے تھی، جو اس وقت غالباً نابالغ تھیں، تو ظاہر کہ بنانے کی رخصت نابالغوں کے لیے ہوگی نہ کہ بالغوں کے لیے لاجرم۔

علامہ امام بدرالدین محمود عینی نے عمدة القاری میں فرمایا۔ و کانت عائشة حینئذ غیر بالغ فلذالك رخص لها و الکراهة فیها قائمة للبوالغ۔

نیز اسی میں امام خطابی سے ہے۔

قال الخطابی فی هذا الحدیث ان للعب بالبنات لیس کا لما هی بسائر الصور التی جاو فیها الوعید وانما ارخص لعائشة رضی الله تعالیٰ عنها فیها لا نها اذ ذالك کانت غیر بالغة۔

ثالثاً: گرے درجے پر مان لیں کہ بنانے کی رخصت بالغوں کے لیے بھی ہے، تو بھی یہ کب لازم کہ سب تصاویر کا بنانا جائز ہو جائے، اور اس سے تمام تصاویر غیر مشرکانہ کو بنانے کی دلیل پکڑی جائے، تو ظاہر کہ استثناء کا وہ دعویٰ تخصیص ہنوز مخصوص کا محتاج ہے واللہ الحجۃ اسامیہ اور اس سے تمام تصاویر غیر مشرکانہ کا جواز ہر گز ثابت نہیں ہوتا، تو دعوائے استثناء باطل کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تصاویر غیر تصاویر مشرکانہ کا جواز آغاز اسلام میں نہیں

Scanned by CamScanner

بلکہ آخر اسلام میں تھا، اور یہ تو استفتاء نے دعویٰ کیا کہ ''انہیں حدیثوں کی بنا پر محدثین اور فقہاء نے گڑیوں کو جائز کہا ہے''بعض محدثین اور بعض فقہاء کا کلام اس حدیث کے متعلق پہلے گزرا، جس سے ظاہر ہوا کہ گڑیوں کا جواز علماء میں مختلف فیہ ہے، جو عدم جواز کے قائل ہیں، تاویل کرتے ہیں کہ وہ صورتیں تام نہ تھیں، یا وہ واقعہ قبل تحریم کا ہے، یا حضرت عائشہ نابالغ تھیں، اس لیے ان کو رخصت فرمادی۔ اور بعض جواز کے قائل ہوئے، اور اس کو عموم نہی سے مخصوص گمان کیا، اور اسی پر قاضی عیاض نے جزم فرمایا، مگر نووی نے شرح مسلم میں اس پر اعتراض فرمایا، اور علامہ عینی اور ملا علی قاری نے جو حنفی ہیں اسے مقرر رکھا، اور ابن حجر شافعی نے زواجر میں اسے بدستور مقرر رکھا کہ امام مالک نے مصور کھلونے خریدنے کو مکروہ فرمایا ہے، اور بعض نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث احادیث سابقہ سے منسوخ ہے و ھذا نصہ قال القاضی الاما ورد فی اللعب بالبنات و الرخصة فی ذالك لكن كره مالك شرى الرجل ذالك لبنته و قال وادعىٰ بعضهم ان اباحة اللعب بالنبات منسوخ بهذه الاحاديث .

جس سے ظاہر کہ قاضی کا گڑیوں کی رخصت کا قول فرمانا خود ان کے مذہب کے خلاف ہے، اور ان کا اس پر جزم فرمانا صحیح نہیں کہ بعض نے اسے منسوخ بتایا ہے، اور یہ جو نووی نے فرمایا کہ امام مالک نے اپنی لڑکی کے لیے آدمی کا گڑیاں خریدنا مکروہ بتایا ہے۔ ظاہر یہاں کراہت سے کراہت تحریم

ہے، اس لیے کہ مدخل میں امام ابن الحاج مالکی نے ایسے کھلونے کو جس میں جاندار کی تصویریں ہوں خریدنا ناجائز بتایا ہے، اور اس میں بچہ کے گریہ کا بھی عذر تسلیم نہیں فرمایا۔

وھذا نصه المرتبة الثانية المواسم التى نسبوها الى الشرع و ليست منه (فمنها) اول ليلة من شهر رجب فيكلفون فيه النفقات و الحلاوات المحتوية على الصور المحرمة شرعا لقوله عليه الصلوة والسلام من صور صورة فان الله يعذبه حتى ينفخ فيها الروح و ليس بنافخ فيها ابدا فمن اشتراها منهم فهو معين لهم علىٰ تقويمها و من اعانهم كان شريكا لهم فيما تواعد وا به و لا عذرله فى بكاء ولده او سخط زوجة و غير هما لان الاعذار الشرعية معروفة ليس هذا منها الخ متلقاً۔

بالجملہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اور اس میں ہمارے سادات حنفیہ کا مذہب منصور ظاہر الروایۃ، جو تنویر الابصار و درمختار میں ذکر ہوا، وہ یہی ہے کہ مصور کھلونے خریدنا ناجائز، بلکہ ان کی خرید و فروخت صحیح نہیں، نہ ان کی قیمت ہے، نہ متلف پر تاوان واجب ہے، جب کہ ٹھیکرے کے ہوں۔

تنویر الابصار و درمختار میں ہے:

استویٰ ثوباً او فرساً من خزف لایصح ولاقیمة له ولا یضمن متلفه و قلیل بخلافه و فی اخر المحتسبى عن ابى يوسف

Scanned by CamScanner

يجوز بيع اللغية وان يلعب الصبيان الخ

اقول متن میں ہونا یہ بتاتا ہے کہ یہ مسئلہ ظاہر الروایۃ ہے۔شرح نے مقدم رکھا جس سے ظاہر کہ مختار ہے،اس کے مقابل کو قیل سے تعبیر کیا جس سے ظاہر کہ وہ ضعیف ہے،اور عن ابی یوسف محتمل کہ وہ روایت نوادر ہو تو اس پر عمل نہیں،یا ان کا اپنا قول ہو تو بھی قابل تقلید نہیں کہ ہم حنفی ہیں،نہ کہ یوسفی و شیبانی۔مختصر یہ کہ استفتاء کا ایسے مسئلے میں یونہی لکھ دینا کہ محدثین اور فقہاء نے گڑیوں کو جائز کہا ہے،اور اختلاف کی بو بھی نہ دینا بہت نا مناسب ،بلکہ خلاف دیانت ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) مسند ابوداؤد طیالسی کی حدیث سے استدلال کا جواب گزر چکا فلیتنبہ کرتمہ۔

(۷) حضرت ابوطلحہ انصاری کی حدیث میں الا رقما فی ثوبہ سے غیر ذی روح کی تصویر، یا بساط، یا تکیہ مراد ہے، جیسا کہ گزر گیا فلیتنبہ کر۔

(۸) فتح الباری سے جو نقل کیا کہ حضرت قاسم بن محمد کے گھر میں بعض عجائب الخلوق عنقاء اور قندس کی تصویریں تھیں، اسی فتح الباری میں ان کے مذہب کو مرجوح بتایا ہے، اور مرجوح نہ تو قابل عمل اور نہ لائق فتویٰ۔

الفتیا بالقول المرجوح جھل و خرق للاجماع كذا فی الدر المختار واللہ اعلم۔

(۹) حضرت عروہ کے تکیوں پر تصویروں سے جو جواز پر استدلال

کیا،اس کا جواب بارہا گزرا کہ تصویر جب محل عظمت میں نہ ہو اس کا استعمال جائز ہے،واللہ اعلم۔

(۱۰) اور یہ جو کہا کہ حضرت عروہ کے بٹن میں آدمیوں کے چہرے کی تصویریں بنی تھیں،اس کا جواب یہ ہے کہ اتنی چھوٹی تصویر جو دیکھنے والے کو دور سے نہ دکھے اس کا استعمال جائز ہے اور اس سے کراہت نماز میں نہیں۔ کما صرحوا بہ واللہ تعالیٰ اعلم۔اس سے تصویر بنانے کا جواز ثابت نہیں۔

(۱۱) حضرت انس کی انگوٹھی کے نگینہ پر شیر کی تصویر کا بھی یہی جواب ہے،واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۲) حضرت ابوطلحہ انصاری کی بیماری میں حضرت سہیل حنیف کا ان کی عیادت کو جانا،اور حضرت ابوطلحہ کا نیچے سے قالین نکالنے کا حکم فرمانا،اور سہیل کا بتانا کہ حضور نے فرمایا کہ تصویر جب کہ کپڑے میں نقش ہو تو جائز ہے،اس پر ابوطلحہ نے فرمایا کہ یہ مجھے زیادہ پسند ہے، یہ واقعہ لکھ کر جو لکھا کہ ’’اس حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ جواز کے باوجود احتراز واحتیاط اولی ہے ٹھیک ہے مگر اس سے مطلقا مصور کپڑے کے استعمال کا جواز ثابت نہیں، بلکہ اس کا جو بساط یا تکیہ ہو جیسا کہ گزرا،اور احتراز اس سے بھی بہتر ہے،اور اس حدیث سے تصویر بنانے کی رخصت ہرگز ثابت نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۳۔۱۴) حضرت ابوہریرہ کی انگوٹھی میں مکھیوں کی تصویر ،اور حضرت ابوموسیٰ اشعری کی انگوٹھی میں شیر شیرنی اور لڑکے کی تصویر کا بھی جواب

Scanned by CamScanner

وہی ہے جو ص ۱۱ میں گزرا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مشرکین کی پرستش:

اور یہ جو استفتاء نے تحریر کیا کہ اکثر محدثین اور فقہاء نے جواز وعدم جواز تصاویر کے باب میں ذی روح، وغیر ذی روح کی تفریق کی ہے، اور لکھا ہے کہ غیر ذی روح تصاویر اس کے لیے جائز ہیں کہ وہ پوجی نہیں جاتی۔

اقول و باللہ التوفیق۔ پہلے استفتاء نے بعض سے تعبیر کیا تھا کہ "بعض لوگوں نے اس عذاب شدید کو ذی روح اشیاء کے مصوروں تک وسعت دی ہے" جو عرفاً مشعر قلت ہے۔ یہاں اکثر محدثین اور فقہا کہا یہ استفتاء کا باہم تناقض ہے، اور دوسرے یہ کہ یہ عبارت بھی مثل عبارت دیگر یہ بتا رہی ہے کہ ذی روح کی تصاویر کی حرمت میں اختلاف ہے، اور اس کے متعلق ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ یہ بے نشان ہے، حضرت مستفتی اس کی نشاندہی کردیتے تو اچھا تھا، اور یہ جو استفتاء نے کہا "لیکن میرے نزدیک تو یہ تفریق صحیح نہیں"۔ یہ استفتاء کی جسارت ہے، جو استفتاء ہی کے شایان ہے کہ بزعم خود اکثر محدثین وفقہاء کے قول کو غیر صحیح بتا دیا، پھر استفتاء نے کہا "صحیح یہ ہے کہ قابل عبادت اور غیر قابل عبادت کی تفریق کی جائے" جی بے شک صحیح ہے، مگر یہ تفریق فقہاء ومحدثین کے ارشاد سے کب جدا ہے، فرق عبارت چیز دیگر ہے، ورنہ ارشاد ہو کہ قابل عبادت اور غیر قابل عبادت سے کیا مراد ہے، اور بتایا جائے کہ اس تفریق پر آپکی مشرکانہ

تصاویر وغیر مشرکانہ تصاویر کی تفریق کیونکر درست ہوگی، کہ قابل عبادت ہونے کے لیے بالفعل معبود ہونا ضروری نہیں، اور مشرکانہ تصاویر وہ ہیں جو بالفعل مشرکین کی ان کے زعم میں معبود ہیں، اور یہ جو استفتاء نے لکھا کہ ہندوستان کے لوگ جانتے ہیں کہ اس ملک کے کتنے فرقے درخت پرستی میں مبتلا ہیں، کیا اس بنا پر ان خاص درختوں کی تصویر کشی جائز قرار دی جائے گی کہ وہ غیر ذی روح ہیں، اس کا جواب ہم سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے رسالہ مبارکہ عطایا القدیر سے دیں، اس میں ہے۔

> چاند، سورج، ستاروں، درختوں کی تصویریں نماز میں سامنے ہوں تو حرج نہیں، کہ مشرکین نے اگرچہ ان اشیاء کو پوجا مگر ان تصویروں کی عبادت نہیں کرتے۔ سومنات اگرچہ معبد قمر تھا۔ سوم بمعنیٰ مالک، مگر اس میں بت تھا، جسے صورت ردحمانت قمر قرار دیا تھا، نہ شکل ہلالی وقمری، یا بدری کی تصویر۔

ردالمحتار میں درایہ شرح ہدایہ سے ہے فان قیل عبد الشمس والقمر والکواکب والشجرۃ الخضراء قلنا عبد عینہ التمثالہ الخ

اور آگے جو استفتاء نے لکھا کہ میں اپنے اس دعوے پر حدیث ذیل سے استدلال کروں ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان لا یترک فی بیتہ شیئا فیہ صلیب الا نقضہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے

Scanned by CamScanner

گھر میں کوئی ایسی چیز نہ چھوڑتے تھے جس میں صلیب نبی ہو، مگر مٹا دیتے تھے۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صلیب کو توڑنا، اس وجہ سے تھا کہ وہ عیسائیوں کا مذہبی شعار ہے، نہ اس وجہ سے کہ وہ حقیقۃ بت ہے، ایک صورت حوائیہ ہے جو مضاہات خلق اللہ میں بتائی جاتی ہے، تا کہ وہ ذو الصورۃ کے لیے مرآت۔ ملاحظہ ہو کذا افادہ سید نا الجد الامام احمد رضا قدس سرہٗ فی الرسالۃ المذکورۃ اور بعض روایات میں صلیب کو بت فرمایا گیا وہ معنی مجازی پر محمول ہے۔

مجمع البحار علامہ طاہر فتنی میں ہے۔

الوثن ھو کل ما له جثة معمولة كصورة الآدمی و الضم الصورة بلا جثة و قیل هما سواء و قد یطلق الوثن علی غیر الصورة و منرح عدی قدمت علی النبی صلی الله علیه وسلم و فی عنقی صلیب من ذهب فقال لی الق هذا الوثن عنك الخ ملتقطاً ہاں از آنجا کہ نصاری اسے پوجتے ہیں، اور غالباً اس کی صورت کو بھی پوجتے ہیں، اس لیے وہ اور اس کی صورت بت کے حکم میں ہے، اور اس وجہ سے خاص اس کی صورت بھی حرام ہے، بخلاف درخت وغیرہ غیر ذی روح کے، جن کو کفار پوجتے ہیں کہ وہ ان کی صورتیں نہیں پوجتے اور اگر بالفرض کسی غیر ذی روح کی تصویر کو پوجنا ثابت بھی ہو، تو اسی کی تصویر حرام ہوگی بخلاف تمثال ذی روح کے۔ کہ وہ بحکم احادیث متعددہ سابقہ مطلقاً حرام ہے، اور بت کے حکم میں

ہے، پوجی جائے، یا نہ پوجی جائے، بہر حال وہ ناجائز حرام ہے۔

کما مرۃ غیر مرۃ اور غیر ذی روح کی تصویر بنانے کی حرمت میں کوئی حدیث صریح نہیں، عموم حرمت تو کجا۔ یہاں سے استفتاء کے قول آئندہ کہ ان احادیث سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچی ہے کہ غیر ذی روح بھی اگر عبادت مشرکانہ کے کام میں آتا ہو تو اس کی تصویر کشی بھی ناجائز ہے، اور وہ بھی بت کے حکم میں ہے و للہ الحمد۔ پھر استفتاء کی مذکور حدیث میں بروایت بخاری تصالیب واقع ہوا، اس سے مراد تصاویر ہیں، اور ایک روایت میں لفظ تصاویر وارد بھی ہوا۔

قرآن کے چالیس پارے:

مرقات ملا علی قاری شرح مشکوۃ میں ہے (تصالیب) ای تصاویر کما فی روایة اسی لیے بخاری نے یہ حدیث باب نقض الصور میں درج فرمائی ہے، تو یہ حدیث بحمدہٖ تعالیٰ تصاویر ذی روح کی حرمت عامہ پر ہماری دلیل ہے و للہ الحجة السامیة.

اب آگے استفتاء رقمطراز ہے کہ ''اس تفریق کی صحت کے ثبوت میں ایک اور واقعہ سے بھی استدلال کیا جا سکتا ہے، حضرت عمر کے زمانے میں جب صحابہ کرام نے پایۂ تخت کسریٰ (مدائن) کو فتح کیا ہے، اور ایوان شاہی میں داخل ہوئے ہیں، تو اس میں جا بجا سواروں کے مجسمے اور پیادوں کی تصویریں تھیں، ان بزرگوں نے ان کو اسی طرح چھوڑ دیا اور وہیں نماز شکرانہ

Scanned by CamScanner

ادا کی"، امام طبری نے اس واقعہ کو تاریخ میں لکھا ہے۔

اول استدلال کا اس واقعہ کی صحت ہی میں کلام ہے، اگر کسی سند معتبر سے مروی بھی ہے تو زیادہ سے زیادہ خبر واحد ہوگی، اور خبر واحد ایک جماعت کثیرہ وانبوہ عظیم کے متعلق کہ جن کے واقعہ کی نقل پر دواعی متوافر ہوں، اور اس کے شاہد بکثرت ہوں پھر بھی وہ واقعہ (متواتر نہ ہو) حجت نہیں، اس کی نظیر وہ ہے جو علماء نے روافض کے دعوی کے جواب میں فرمایا کہ قرآن چالیس پارے تھے، دس پارے حضرت علی کی مدح میں تھے۔ حضرت عثمان نے وہ کم کردیئے کہ اس قرآن کی نقل پر دواعی متوفر تھے، اور نزول قرآن کے شاہد بکثرت صحابۂ کرام تھے۔ اگر ایسا ہوتا جیسا روافض نے دعویٰ کیا تو ان کو خبر نہ ہوتی ؟! اور اگر بالفرض یہ واقعہ متواتر ہے تو فقہاء مکروہات صلوۃ میں ضرور اس کا جواب دیتے، پھر اگر اسے ثابت بھی مانیں تو یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فعل اور بکثرت اقوال کے معارض ہے جو گزرے، اور مستفتی کی حدیث مذکورہ ابھی گزری جس کے متعلق ہم نے گزارش کی کہ اس میں تصالیب سے تصاویر مراد ہیں، اور ایک روایت میں تصاویر وارد بھی ہوا تو اس سے استدلال کیونکر جائز ہوگا، پھر یہ ایک واقعہ ہے جس میں عموم نہیں، تمام فقہا فرماتے ہیں واقعہ عین لا عموم لھا تو اس سے بالعموم تمام غیر مشرکانہ تصاویر کا جواز کیسے ثابت ہوا، پھر استفتاء کی وہ تفریق مزعوم اس واقعہ سے کب متعین ہے کہ جس پر یہ چنائی چن دی کہ صحابہ کے اس اختلاف طرز

عمل کا سبب یہی ہے کہ ایوان کسریٰ کے مجسمے یا تصویریں مشرکانہ تھیں، اس لیے نماز شکرانہ داخل ہو کر پڑھ لی، اور ان عیسائیوں کے مجسمے اور تصویریں مشرکانہ تھیں، اس لیے صحابہ داخل نہ ہوئے۔

اول تو یہ قابل تسلیم ہی نہیں کہ کسریٰ کے مجسمے اور تصویریں غیر مشرکانہ تھیں، اس لیے کہ مشرکین اپنے معبودان باطل کا غایت درجہ اہتمام رکھتے ہیں، جیسا کہ آجکل بھی مشرکین کی دکانوں اور مکانوں میں دیکھا جاسکتا ہے تو یہ بات بہت بعید ہے کہ کسریٰ جو مشرک و مجوسی تھا، اس کے محل میں ایک تصویر بھی مشرکانہ نہ ہو چہ جائیکہ یہی احتمال متعین ہو، بالجملہ اس روایت کی صحت میں کلام ہے، پھر وہ خود محتمل ہے اور بکثرت احادیث فعلیہ وقولیہ کی معارض ہے، لہذا وہ ہرگز حجت نہیں۔ تاریخ طبری ہمارے پاس نہیں حضرت مستفتی پوری عبارت کتاب مذکور کی نقل کر دیتے تو بہتر تھا، اب اس روایت پر جو یہ بنیاد رکھی کہ وہ لہذا وہ تصویریں جو غیر مشرکانہ ہیں جائز ہیں الخ۔ باطل ہے وللہ الحجۃ السامیۃ

اقوال فقہاء و محدثین:

آگے امام جعفر طحاوی کی عبارت اپنے دعویٰ کی تائید میں درج کی ہے۔ عبارت یہ ہے فثبت بما ذکر اخراوج الصور التی فی الثیاب من الصور المنھی عنھا وثبت ان النھر عنه هو نظیر ما یفعله النصاریٰ فی کنائسھم من الصور فی جدر انھا و من تعلیق الثیاب

Scanned by CamScanner

المصورة فيها فاما ما كان يوطاء و يمتهن و يفترش ، فهو خارج من ذالك و هذا مذهب ابى حنيفة و ابى يوسف و محمد .

اقــول اس عبارت سے ہرگز استفتاء کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا، بلکہ یہ استفتاء کے دعویٰ کے بالکل خلاف ہے کہ اس کا حاصل تو یہ ہے کہ وہ تصویریں جو بساط اور تکیہ وغیرہ بچھائی جانے والی اور پائمال ہونے والی اشیاء میں ہوں، وہ حکم حرمت سے خارج ہیں، اور ایسی چیزوں کا استعمال جائز ہے بخلاف ان تصویروں کے جو نصاریٰ کی عادت کی طرح دیواروں وغیرہ میں، یا دیواروں پر لٹکے کپڑوں پر نقش ہوں، یہ عبارت بالکل امام محمد کی عبارت کی نظیر ہے، جسے استفتاء نے خود موطاء سے نقل کیا ہے، اور وہ پہلے گزر چکی اور اس سے وہی ثابت ہوتا ہے جو ہم پہلے کہہ چکے کہ تصویر جب محل عظمت میں نہ ہو، تو اس سے نماز میں کراہت نہیں، اور اس کا استعمال (بلکہ بعینہ یہ ہمارا دعویٰ ہے) جائز ہے، نہ کہ بنانے کی اجازت کہ وہ مطلقاً حرام ہے۔

ردالمحتار سے گزرا و اما فعل التصوير فهو غير جائز مطلقا الخ ولله الحجة السامية ولله الحمد.

اور یہ خود استفتاء کے اعتراف سے ثابت ہے جو آگے چل کر استفتاء نے کیا۔ استفتاء نے کہا کہ ”ہدایہ و ردالمحتار اور عالمگیری میں بھی اسی تحقیق کی بازگشت ہے“ بھی کسی تحقیق کی اسی کی جو طحاوی نے شرح معانی الآثار، اور امام محمد نے موطاء میں فرمائی، تصاویر کا استعمال جب کہ محل عظمت میں نہ ہو

جائز ہے، اور اس صورت میں نماز مکروہ نہ ہوگی، تو خود استفتاء کے اقرار کے بموجب طحاوی کے قول سے ہماری تائید ہوئی، نہ کہ استفتاء کی ولله الحجة السامية۔

آگے استفتاء متصلا رقم طراز ہے:

صرف ایک نئی بات ہے اور وہی قابل گرفت ہے، مفسدات صلوۃ کے بیان میں لکھتے ہیں ولا باس بان یصلی علی بساط فیہ تصاویر ولا یسجد علی التصاویر یعنی اگر جائے نماز میں تصاویریں بنی ہوں، لیکن سجدہ ان تصویروں پر نہ کیا جائے تو نماز مکروہ نہیں ہوتی ہے، اور اگر مصلی کے سر پر، چھت میں، یا سامنے، یا مقابل میں تصویر ہو تو نماز مکروہ ہو جاتی ہے، حالانکہ جو حدیثیں پہلے نمبر میں گزر چکی ہیں ان سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ کراہت ہر حال میں لازم آنی چاہیے، ورنہ تعجب ہے کہ ایک طرف تو تصویر کے وجود سے فرشتگان رحمت دور ہٹ جاتے ہیں، اور دوسری طرف جانماز تک میں تصویر ہو تو نماز کے باران رحمت کا انقطاع نہیں ہوتا۔

ہم کہیں گے کہ فرشتے ہر تصویر سے گھر میں آنے سے نہیں رکتے، بلکہ اس تصویر سے رکتے ہیں جو محل عظمت میں ہو، اور اسی سے نماز

Scanned by CamScanner

میں کراہت آتی ہے، اسی پر مستفتی کی احادیث سابقہ دلالت کرتی ہیں، جس میں آیا کہ حجرہ کے دروازے پر پردہ لٹک رہا تھا۔ حضور نے فرمایا کہ ہٹایا جائے کہ نماز میں خلل ڈالتا ہے، پھر اس کو پھاڑ کر تکیہ بنا لیا گیا، اور ایک روایت میں خود جبریل امین کی عرض کے بموجب اس پردہ کو پھاڑنے اور کاٹنے اور تکیہ بنانے کا حکم دیا، جس سے ظاہر کہ تصویر اگر پائمال اور فرش پا انداز میں ہو تو نہ وہ مانع دخول ملائکہ عظام ہے، نہ اس سے کراہت نماز میں ثابت ہے، تو فقہاء کا فرمانا بجا ہے کہ مصور جانماز پر نماز پڑھنے میں حرج نہیں، جب کہ تصویروں پر سجدہ نہ کرے کہ اس صورت میں تصویر نہ محل عظمت میں ہے، نہ اس کی تعظیم لازم آتی ہے، اور یہ بھی فرمانا صحیح ہے کہ تصویر اگر مصلی کے سامنے، یا دائیں، بائیں، یا سر پر، چھت میں ہو تو نماز مکروہ ہے۔

تنبیہ:

یہ جو گزرا کہ مصور جانماز پر جبکہ تصویر پر سجدہ نہ کرے، نماز پڑھنا مکروہ نہیں، اس سے مراد یہ ہے کہ مکروہ تحریمی نہیں اور کراہت تنزیہی ثابت ہے، کہ امام محمد نے اصل میں کراہت کا حکم مطلقاً فرمایا، اور جامع صغیر میں کراہت کو مقید کیا کہ تصویر پر سجدہ کرے تو کراہت ہے۔ تفصیل عطایا القدیر میں دیکھئے۔

چائے کی پیالیوں میں تصویر:

آگے استفتاء فقہا کے مقرر کردہ معیار پر (جو تصویر کی تعظیم و ذلت

کے لیے ٹھہرایا گیا ہے) اعتراض کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:

لیکن اس سے کوئی اصولی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ مثلاً آج کل کی طرح کتابوں میں چائے کی پیالیوں میں ہوں تو کیا فیصلہ ہے کہ یہ محل عظمت میں ہیں، یا محل ذلت میں۔

ہم کہتے ہیں کہ گفتگو تصویر ذی روح بنانے کی ہے، نہ کہ اس کے استعمال کی بنانے کے متعلق۔ وہی فیصلہ ہے کہ مطلقا حرام ہے۔ اور استعمال میں وہی تفصیل ہے کہ تصویر بڑی ہو تو محل عظمت میں رکھنا حرام ہے، اور محل ذلت میں رکھنا جائز ہے، اور بہت چھوٹی تصویر مطلقا جائز ہے، اور جب تصویر ذی روح بنانا مطلقا حرام ہے، تو ایسی چیزوں کو بے ضرورت اور بے غرض صحیح شرعی خریدنا بھی ناجائز ہے، جن میں حرام تصویریں ہوں، لہذا وہ چائے کی پیالیاں جن میں تصویریں ہوں انہیں خریدنا ہی ناجائز ہے، اور ایسی ناجائز تصویروں پر مشتمل کتابیں خریدنا حرام ہے، جبکہ ان میں کوئی علم قابل انتفاع نہ ہو، بلکہ محض تفریح طبع کے لیے خریدے، اور اس صورت میں تصویریں اگر چہ محل عظمت میں ظاہر نہ رکھی ہوں، بلکہ حفاظت سے الماری یا صندوق میں بند ہوں یہ بھی ناجائز ہے، کہ اس میں شے ممنوع کا امساک ہے، اور وہ ممنوع ہے۔ مزید برآں اس میں بھی تصاویر محرمہ کہ تعظیم کا پہلو ہے، اور اس امر کی ممانعت بہر حال ہے، خواہ تصویروں کو کھول کر دیکھے خواہ نہ دیکھے۔

تصویر موضع عظمت و ذلت:

Scanned by CamScanner

امام احمد رضا سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے عطایا القدیر میں فرمایا اور بجا فرمایا و لاقرة عین فیه لمن یمسك التصاویر فی صندوقه للنظر فیها متی شاء فانها و ان كانت مستورة فی الصندوق لكنه یفتحه و یخرجها فتظهر فیاتی التحریم والا مساك لامر ممنوع ممنوع بل لوامسكها و لم یقصد النظر فیها متیٰ نشاع كان فیه حفظ ما فیه الفساد فكان كامساك الة هو لمن لایضر ب قال الامام الاجل قاضی خان فی فتاواه لو امسك شیئاً من هذه المعارف والملاهی یكره و یا ثم و ان كان لا یستعملها لان امساك هذه الاشیاع یكون للهوعادة الخ۔

آگے استفتاء تصویروں کی عظمت وذلت کی اصولی تفسیر اپنے الفاظ میں کرتا ہے کہ اس بنا پر عظمت وذلت کی تفسیر یہ کی جائے گی کہ وہ صورتیں جن سے ان کی تعظیم سمجھی جاے، یا عبادت کی موہم ہوں، یا کفار کے معابد، اور عیسائیوں کے کلیسوں میں جس طور سے تصاویر رکھی جاتی ہوں، وہ عظمت ہوگی۔ اور جن صورتوں میں ان تصاویر کے متعلق تحقیر و بے پراوئی اور تصاویر بہ حیثیت تصاویر کے کوئی خیال وخطرہ ان کی عظمت کا نہ ہوتا ہو، اور نہ وہ کفار و دیگر فرق ضالہ کے طرق عبادت و تعظیم اصنام سے مشابہ ہوں، تو وہ ذلت و امتھال ہوگا۔

اقول باللہ التوفیق

اولا: یہ جو فرمایا کہ وہ صورتیں جن سے تصاویر کی تعظیم سمجھی جائے، یا عبادت کی موہم ہوں، اس کے متعلق ارشاد ہو کہ تصویر خود بنفسہ کب مشعر تعظیم یا موہم عبادت ہوگی، جبھی نا جب کہ اس صورت کو مرات ملاحظہ ہونے کے لیے بنایا جائے، اور کفار بتوں کی تصویریں اسی لیے بناتے ہیں کہ وہ ان کے معبودان باطل کے لیے مرآۃ ملاحظہ ہوں، تو ہر تصویر ذی روح اس معنی میں بت کے حکم میں ہے کما افاده سیدنا بحمد الامام احمد رضا رحمه الله.

اور اسے بنانا کفر کی مشابہت ہے، اور تصویر بنانا اس کے اعتنا و اہتمام کے لیے کافی ہے، تو بحمدہٖ تعالیٰ خود آپ کے طور پر ہر ذی روح کی تصویر بنانا حرام ٹھہرا و لله الحجة السامية.

ثانیا: یہ ارشاد ہوا کہ یہ اصولی تفسیر فقہاء کے معیار مذکور سے کب جدا ہے وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ کفار کی عادت کی طرح تصویر کو عظمت کے ساتھ رکھنا حرام ہے، اور محل تحقیر و پائمالی میں رکھنا جائز ہے۔

ثالثا: خود ہی تصویروں کی تحقیر و بے پروائی کی ٹھہرائی، اور خود ہی آگے یہ لکھ دیا کہ آجکل تو ان کے استعمال کے اس قدر نئے طرق اور ان کی مختلف ضرورتوں کے اس قدر اہم پہلو نکل آئے ہیں، جن سے بے اعتنائی نہیں کی جا سکتی ہے، پہلے طرق استعمال میں تفصیل فرمائی کہ عظمت کے ساتھ ناجائز، اور تحقیر و ذلت کے ساتھ جائز، اور یہاں نئے طرق کا لحاظ مطلقاً ضروری قرار دے دیا، یہ تناقض نہیں ہے تو اور کیا ہے، اور پھر ضرورتوں کے

Scanned by CamScanner

متعلق بھی شرعیہ اور غیر شرعیہ کی تفصیل نہ فرمائی، گویا ضرورت غیر شرعیہ بھی شرعی ہے، آگے ان ضرورتوں کا تذکرہ فرماتے ہیں کہ کتابوں میں اور رسالوں میں تصاویر مختلف مجالس مناظر معرکہ ہائے جنگ کی اصلی صورتیں پیش کرتی ہیں الخ۔

فوٹو ثبوت شرعی نہیں:

اقول: یہ ضرورت شرعیہ نہیں کہ جس کے بغیر چارہ نہ ہو، احادیث مبارکہ واقوال صحابہ وتابعین، وائمہ مجتہدین کے حضور ایسے اعذار باردہ پیش کرنا نہایت شدید مذموم ہے، پھر کیا اسی تمدن ومعاشرت کی ضرورت کا سہارا لیکر سینما کی فلموں کو بھی دیکھنا جائز قرار دیا جائے گا، بلکہ مجھے یاد آیا کہ مودودی نے اسی لیے تصویر کو جائز اور سینما کو مباح ٹھہرایا ہے، اب حضرت مستفتی بتائیں کہ وہ کس کی تقلید کررہے ہیں ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

پھر کہا اعضائے انسانی کی تشریح جسم کی ساخت اور دیگر ضروری طبی نمایاں کرتی ہیں۔ ہاں یہ بعض صورتوں میں ضرورت شرعیہ ہے، اور ڈاکٹری کی تصاویر عموماً اندرونی اعضاء مثلاً سینہ، پیٹ، پسلی، دماغ وغیرہ کی ہوتی ہیں وہ تصاویر محرمہ نہیں ہیں، اور جسم کی ساخت والی تصویر بھی صورت تامہ نہیں ہوتی بلکہ عموماً دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی مردے کی تصویر ہے، اور صورت غیر تامہ حرمت میں داخل نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

آگے کہا سلطنتوں میں مجرموں کی اور دیگر اشخاص کی جن کا علم ضروری ہے، ان سے شناخت ہوتی ہے، یہ بھی ضرورت شرعیہ نہیں کہ شناخت صورت پر موقوف نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور نہ اس سے صحیح معرفت کا تیقن لازم ہے، اور نہ فوٹو ثبوت شرعی ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

آگے کہا لغت کی کتابوں میں حیوانات کی تمیز الخ

اقول: غیر ضروری ہے، پھر کہا دوست دوست باہم ان کے ذریعہ سے لطف ملاقات حاصل کرتے ہیں۔

اقول: یہ بھی ضرورت نہیں، نہ اس غرض سے بنانا ناجائز بلکہ حرام، اور مشابہت کفار لعام ہے، نہ ایسی تصویر کو رکھنا جائز ہے کہ یہ عین اس تصویر کا اعتناء ولحاظ ہے، اور تو استفتاء تو تحقیر وبے پروائی کی ٹھہرا چکا، پھر خود سے کیوں ٹکراتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

استفتاء پھر رقم طراز ہے کہ "ان میں سے کسی چیز میں شائبہ عبادت وبت پرستی نہیں، اور نہ ان سے تعظیم تصاویر ومراسم شرک کا گمان ہوتا ہے۔

اقول: عظمت وذلت کا معیار خود ہی لکھا، اور خود ہی یہ فیصلہ فرمایا، یہ بھی آپ کا طرفہ تناقض ہے، کیا یہ تصویریں غایت اعتناء کے ساتھ بنائی اور کمال اہتمام کے ساتھ رکھی نہیں جاتیں، پھر جو تحقیر وبے پروائی کی ٹھہرائی وہ کس بلا کا نام ہے، پھر استفتاء رقم طراز ہے کہ اس بنا پر ان کاغذی تصاویر کو

Scanned by CamScanner

کپڑوں کی تصاویر پر قیاس کیا جائے گا، ہم کہیں گے جس کی بنا پر آپ قیاس فرما رہے ہیں وہ آپ کے مذکور معیار سے خود متناقض ہے، تو یہ آپ کے قیاس کا مبنی کیسے بنا، اور اگر اشارہ تصویروں کی عظمت و ذلت کے اس معیار مذکور کی طرف ہے، تو وہ معیار تو تصاویر کے استعمال کے جواز و عدم جواز کا ہے، نہ کہ تصویر بنانے......اور کپڑوں میں تصاویر کی رخصت جو حدیث میں وارد ہوئی ، وہ بھی استعمال کی رخصت ہے نہ کہ بنانے کی، اور اس پر تکیہ عائشہ صدیقہ کی حدیث جسے دیکھ کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دروازے پر کھڑے رہے روشن دلیل ہے، فتذکر اور وہ رخصت بھی اس وقت ہے جب کہ تصویر بساط یا تکیہ میں ہو، نہ لٹکتے ہوئے پردوں وغیرہ میں، جیسا کہ خود استفتاء نے امام محمد سے نقل کیا، تو کپڑوں میں تصویر کی رخصت سے صنعت تصویر کی رخصت ثابت ہی نہیں، تو تصویر بنانے کے لیے یہ قیاس کب صحیح ہوگا۔ پھر قیاس کرنا مادشما کا منصب ہی کب ہے، اپنے منصب سے آگے پڑھنا برا ہے۔ وما علینا الا البلغ۔

سر وچہرہ کا اعتبار:

پھر استفتاء رقم طراز ہے کہ ذی روح کی تفسیر یہ کی گئی ہے کہ وہ تصویر کسی حیوان کی ایسی مکمل تصویر ہو کہ اگر یہ فرض کیا جائے کہ تن میں جان ڈالدی جائے تو وہ زندہ ہو جائے۔

اقول: استفتاء نے یہ زحمت گوارہ کرلی ہوتی کہ بیان کر دیتا کہ مکمل

تصویر سے کیا مراد ہے، آیا اس قدر اعضا جو حکایت حیات کے لیے کافی ہیں، ان سب کا تصویر میں جیسے سر چہرہ جن سے حکایت حالت حیات ہوتی ہے موجود ہونا کافی ہے، یا تمام اعضاء کا ہونا ضروری ہے اگر یہ کہا جائے کہ تمام اعضاء کا ہونا ضرور ہے، تو یہ فقہاء کی تصریح کے خلاف ہے کہ وہ دست و پا بریدہ کو حرام فرماتے ہیں۔

فتح القدیر میں ہے۔ لو قطع یدیها و رجلها لاترفع الکراهة لان الانسان قد تقطع اطرافه و هو حی الخ اور سر و چہرہ ہونا حرمت کے لیے کافی جانتے ہیں، اگر چہ باقی جسم نہ ہولا جرم۔

اسی لیے ہدایہ میں فرمایا کہ اذا کان التمثال مقطوع الراس فلیس بتمثال بلکہ یہ جامع صغیر میں نص امام اکبر ہے محمد عن یعقوب عن ابی حنیفة رضی الله تعالیٰ عنهم فلیس بتمثال اور امام نسفی نے وافی میں تصریح فرمائی لو کان فرق راسه فی السقف او بین یدیه او بحذائه صورة غیر مقطوع راسها کره

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر تصویر کا سر مقطوع نہ ہو تو کراہت ہے، ظاہر ہے کہ تصویر نیم قد پر بھی یہ صادق ہے کہ اس کا سر مقطوع نہیں، تو اس میں بھی کراہت ثابت ہے، یہاں سے ظاہر ہوا کہ تصویر میں فقط سر و چہرہ کا اعتبار ہے دیگر اعضا سر و چہرے کے معنی میں نہیں، اگر چہ مدار حیات ہونے میں مماثل ہوں، تو چہرہ ہی تصویر جاندار میں اصل ہے، ولهذا سیدنا ابو ہریرہ

Scanned by CamScanner

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی کا نام تصویر رکھا، اور شک نہیں کہ فقط چہرے کو تصویر کہتے ہیں، اور بنانے والے بار ہا اسی پر اقتصار کرتے ہیں۔ سکوں میں یہی عرف جاری ہے کہ اکثر فقط چہرے تک رکھتے ہیں، اور بے شک عامہ مقاصد تصویر چہرے سے حاصل ہوتے ہیں۔ انما الشیء بمقاصدہ

امام اجل ابو جعفر طحاوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں قال الصورۃ الراس فکل شیء لیس لہ راس فلیس بصورۃ.

اسی لیے ترمذی، وابوداؤد، نسائی وابن حبان وغیرہم کی حدیث میں جسے خود استفتاء نے نقل کیا ہے، حضرت جبریل امین نے یہی عرض کی کہ ان تصویروں کے کاٹنے کا حکم فرما دیجئے، جس سے انکی ہیبت درخت کے مثل ہو جائے، حیوانی صورت نہ رہے، ان کا صریح مفاد تو وہی ہے کہ بے قطع راس حکم منع نہ جائے گا کہ بے اس کے نہ پیڑ کی مثل ہو سکتی ہے، نہ صورت حیوانی سے خارج، اور جملہ کتب مذہب ومتون وشروح وفتاویٰ میں صرف نفی راس پر اقتصار فرمایا، اور شک نہیں کہ عکس تصویریں اگرچہ نیم قد، یا سینہ تک، بلکہ اگر چہ صرف چہرہ کی ہوں، ہرگز نہ مثل شجر ہوتی ہیں، نہ صوت ذوالصلوۃ کی حکایت کرتی ہیں۔ بلکہ یقیناً جیتے جاگتے کی صورت دکھاتی ہیں، اور ناظر کا ذہن ان سے حالت حیات ذوالصلوۃ ہی کی طرف جاتا ہے، کوئی نہیں سمجھتا کہ یہ مردے کی صورت ہے، اور مدار حکم اسی فہم پر ہے نہ کہ موت وحیات حقیقی پر، جس سے تصویر کو بہرہ..... نہیں آیا۔ نہیں دیکھتے کہ سربراہان مملکت ایسی ہی

ناقص تصویریں سکے پر منقوش کراتے ہیں، اگر ان سے حالات موت مفہوم ہوتی کبھی نہ چاہتے کہ سکے میں اپنے مردے کی صورت دکھائیں ھذا کلہ مقتبس من عطایا لقدیر یرمع بعض تصرف منافی بعضہ .

یہیں سے استفتاء کے اس قول کا جواب ہو گیا، جو اس نے لکھا کہ کاغذی تصاویر پر، یا کپڑے کی تصویر پر غرض غیر مجسم تصاویر پر، یہ بات صادق نہیں آتی کہ وہ ذی روح الخ

ثم اقول: تصویر میں آپ کو حیات کسی حالت میں نہیں، نہ وہ کسی حال میں جملہ اعضاء مدار حیات کا استیعاب کرتی ہے، تو مجسموں پر بھی یہ بات صادق نہیں کہ وہ ذی روح کی تصویر ہیں کہ اس میں بھی اندرونی اعضاء مثل دل وجگر اور رگیں وغیرہ نہیں ہوتیں، مگر اس بات میں دونوں خواہ مجسمے ہوں، خواہ کاغذ کی، یا کپڑے کی، تصویریں ہوں، شریک ہیں کہ وہ ذی روح کی حکایت کرتی ہیں۔ ناظر انہیں دیکھ کے یہی سمجھتا ہے کہ وہ زندہ کو دیکھ رہا ہے، وہ نہ دوست دوست۔ بقول استفتاء لطف ملاقات کیونکر حاصل کرتے، اور تمدنی مقاصد کیسے حاصل ہوتے، اور یہیں سے ظاہر کہ استفتاء کا یہ لکھنا کہ یہی سبب ہے کہ احادیث اور کتب فقہ میں ان تصاویر کو بلکہ مجسموں کو جن کے سرکاٹ دیے جائیں، یا دھڑ علیحدہ کر دیئے جائیں، یا نصف سے کاٹ دیا جائے، جائز الاستعمال قرار دیا ہے'' غلط ہے۔

بے سر کی تصاویر کو اس لیے حدیث میں جائز کہا گیا کہ بے سر کے وہ

Scanned by CamScanner

پیڑ کے مثل ہو جاتی ہیں، اور اب حالت حیات ذو الصور کی حکایت نہیں کرتیں، اور دھڑ کا کسی ڈورے وغیرہ سے علاحدہ ہونا، یا تصویر کا نیم قد ہونا ہر گز ممانعت کو نہ اٹھائے گا، جب کہ سر بدستور باقی رہے۔

ابھی گزرا کہ عامہ متون مذہب وشروح وفتاوی بلکہ خود حدیث میں صرف سر پر اقتصار فرمایا۔ نیز حلیہ میں ہے اما قطع الراس عن الجسد بخيط مع بقاء الراس على حاله فلا ينفي الكراهة۔ اور فتح الباری کی وہ عبارت جس سے نصف قامت کی تصویر کے جواز پر سند لی، وہ عامہ کتب حنفی کے خلاف ہے، اور کسی حدیث میں تو حاشا نصف قامت کی تصویر کی رخصت ہی نہیں، بلکہ وہ عبارت خود حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معارض ہے، تو اس سے استدلال ناجائز ہے ولله الحجة السامیه ولله الحمد۔

اور آگے جو استفتاء نے لکھا ہے کہ:

حضرت عائشہ کی گڑیاں اور پروار گھوڑے والی حدیث سے یہ مستنبط ہوتا ہے، کہ بچوں کے کھیل تماشے کے مجسمے جائز ہیں۔

ہم نے اس کا جواب پہلے ہی دے دیا ہے، اور وہی اپنا مذہب جو عدم جواز ہے، ذکر کیا فتذکر، اور یہ جو لکھا کہ "حضرت ابو ہریرہ کی حدیث جس میں مجسمے کے سر کاٹ کر رکھنے کی اجازت ہے، اس سے نصف دھڑ کے مجسموں کے متعلق جواز کا ثبوت ملتا ہے" ہر گز نہیں، اس کا مفاد یہ ہے جو پہلے ہم نے بتایا کہ جب تک سر باقی ممانعت باقی ہے، اور آگے جو استفتاء نے کہا کہ سب

سے اخیر مسئلہ یہ ہے کہ فوٹو گرافری کیا مصوری ہے، اور فوٹو گرافر پر کیا مصور کا اطلاق ہوگا، اور فوٹو کھنچوانا بھی کیا معصیت ہے۔ جواب اس کا یہ ہے البتہ بیشک ضرور، واللہ الہادی وہو تعالیٰ اعلم۔

فوٹو گراف کا حکم:

اور یہ جو استفتاء نے لکھا کہ:

موجودہ دنیائے اسلام کے تمام روشن خیال علماء کی (بشرطیکہ روشن خیالی منصب افتاء کے خلاف نہ ہو) رائے یہی معلوم ہوتی ہے کہ فوٹو گرافری مصوری نہیں، اور نہ فوٹو پر تصویر کا اطلاق ہوسکتا ہے الخ۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ان کا زعم باطل ہے، جس پر کوئی دلیل نہیں اور یہ سب تصویر کھنچانے والے فساق ہیں، بلکہ انہیں جائز کہنے والے خارق اجماع مسلمین گمراہ ہیں، اور انہیں روشن خیال کہنا موجب غضب الٰہی، اور عرش الٰہی کو ہلانا ہے۔

حدیث میں ہے اذا مدح الفاسق غضب الرب و اهتزله العرش جب فاسق کی تعریف ہوتی ہے رب غضب فرماتا، اور اس کے غضب سے عرش ہل جاتا ہے، اور یہ تمام علمائے اہل سنت بہ شمولیت امام احمد رضا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کو تعریضاً تاریک خیال کہنا ہے، بلکہ یہ اپنے اکابر پر بھی تازیانہ ہے۔

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر ☆ اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

Scanned by CamScanner

پھر ہفت زدہ اخبار بلٹز میں فوٹو چھاپ دیا، اور اپنی روشن خیالی آشکار فرمادی (ارے فتوی کا تو انتظار کر لیتے، اسی لیے ہم نے کہا تھا کہ یہ استفتاء نہیں فتویٰ ہے) اس کو کیا کہیں۔ ع

ناطقہ سر بہ گریباں ہے اسے کیا کہیے

اور آگے جو استفتاء رقمطراز ہے کہ:

فوٹوگرافی در حقیقت عکاسی ہے، جس طرح آئینہ، اور پانی، اور دیگر شفاف چیزوں پر صورت کا عکس اتر آتا ہے۔ اسی طرح فوٹو کے شیشہ پر مقابل صورت کا عکس اتر آتا ہے، فرق صرف یہ ہے کہ آئینہ وغیرہ کا عکس پائدار و قائم نہیں رہتا، اور فوٹو کا عکس مسالہ لگا کر قائم کر لیا جاتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہی قائم کر لینا مصوری ہے، اور یہی حرام ہے، اور جب فرق خود مسلم ہے، تو حکم میں فرق ماننا ضرور ہے۔ وللہ الحجة السامیہ ولله الحمد۔

تمت بالخیر:

اب جب کہ کلام اختتام کو پہونچا، تو مناسب ہے کہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کے فیصلہ پر ختام المسک مسک الختام ہو۔

وہ جدالممتار حاشیہ درالمختار میں فرماتے ہیں:

قوله (مطلقاً) ای ان کان تصویر ذی روح اما غیر ذالك فلا بأس به كما افتى به ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنهما و من ههنا

علم حرمة العمل الجاری فی عهد النصاری المسمیٰ بالتصویر العکسی لجریان التعلیل والله تعالیٰ اعلم و به علم حرمة ان یامر هؤلاء بان یطیعوا عکسه علی القرطاس مثلاً اذماحرم فعلیه حرم الأمر به ایضا اه۔ اذا قالت حذام فصد قولها فان القول بها قالت حذام والله تعالیٰ اعلم علمه جل مجدهٗ اتم واحکم وصلی الله تعالیٰ و الهٖ و صحبه مصلی الظلم الی یوم الدین و انا الفقیر الی رحمة ربه الغنی اختر رضا خاں الازهری کان الله له و اصلح اله و غفر له ولوالديه آمین۔

حضرت تاج الشریعہ کی علمی دینی اور فقہی خدمات وکارناموں پر مشتمل ڈاکٹر مولانا محمد شہاب الدین رضوی کی تصانیف ضرور مطالعہ کریں۔

حیات تاج الشریعہ ۔ نوادرات تاج الشریعہ

مفتی اعظم اور ان کے خلفاء کرامات تاج الشریعہ

Scanned by CamScanner

نذر عقیدت

از بلبل ہند حضرت علامہ مفتی رجب علی قادری رضوی علیہ الرحمہ
خلیفہ وتلمیذ حضور مفتی اعظم، نانپارہ ضلع بہرائچ شریف

مرحبا آئی ریاض دہر میں فصل سمن
لہلہاتے ہیں بیاباں مسکراتے ہیں چمن

گلستان حامدی میں کس نئے گل کی ہے دید
تہنیت خوانی میں ہر سو بلبلیں ہیں نغمہ زن

اختر برج ہدایت تیری طلعت کی قسم
کس طرح سے دلنشیں صورت کا تیرا بانکپن

تیرے سر سہرا رہا تحصیل علم دین کا
منبع صد نور ہے جس کی ہر اک نوری کرن

جامع ازہر سے فارغ ہو کے آیا ہند میں
لیکے آیا اپنے دامن میں ہزاروں علم وفن

تیرے چہرے سے عیاں ہے کیا جلال قادری
تیری آنکھوں سے ٹپکتی ہے لئے جام کہن

ہوں نہ کیوں مسرور روح پاک جیلانی میاں
تو ہے ان کے باغ کا اک گل مجسم گلبدن

شاہ رحمانی میاں کی ہے دعا تیرے لئے
فیض تیرا ہو رساں از ہند تا روم وعدن

تیرے جد محترم کے در کا سائل ہے رجب
اس پہ بھی کیجئے خدارا چشم الطاف ومنن

نذر خلوص

نتیجہ فکر: فخر العلماء حضرت علامہ سید محمد عارف رضوی نانپاروی
سابق شیخ الحدیث دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف

چمن کا یہ گل رنگیں بہت مسرور و خنداں ہے
ہر اک غنچہ ادائے سرخ میں عشرت بداماں ہے
فضائے بزم جیلانی میاں کیونکر نہ ہو شاداں
کہ ان کے نور دل سے ان کی محفل میں چراغاں ہے
جناب حضرت اختر رضا خاں آگئے واپس
گلستانِ رضا میں آج پھر نوری چراغاں ہے
گھٹا رحمت کی چھائی ہے چلوائے میکدے والو
چمن میں حجۃ الاسلام کے جشن بہاراں ہے
پھلے پھولے ہمیشہ مفتی اعظم کا یہ گلشن
خداوندا دل عارف کا بس اب یہ ہی ارماں ہے

(مطبوعہ ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی، مدیر مولانا ریحان رضا قادری بریلوی، ماہ جنوری ۱۹۶۷ء/۱۳۸۷ھ، ص ۲۳)

Scanned by CamScanner

تصانیف

حضرت تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری بریلوی

حضرت کی اردو میں شائع ہونے والی تصنیفات درج ذیل ہیں:

تصویروں کا شرعی حکم	تین طلاقوں کا شرعی حکم
ایک غلط فہمی کا ازالہ	ٹی وی ویڈیو کا آپریشن
دفاع کنزالایمان	آثار قیامت
ہجرت رسول	شرح حدیث نیت
ٹائی کا مسئلہ	جدید ذرائع ابلاغ
چلتی ٹرین میں نماز کا مسئلہ	جلوس محمدی کا ثبوت
سنو چپ رہو	ذکر حضور مفتی اعظم
حضرت ابراہیم کے والد کا نام	فضیلت صدیق اکبر

تصانیف حضرت مولانا محمد شہاب الدین رضوی

مفتی اعظم اور ان کے خلفاء	تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ
مفتی اعظم کے سیاسی افکار	سوانح مولانا نقی علی خاں بریلوی
مولانا رضا علی خاں بریلوی اور جنگ آزادی	مولانا حسنین رضا بریلوی حیات وخدمات
حیات تاج الشریعہ	نوادرات تاج الشریعہ
دعوت شریعت	تحریک عدم تقلید اور جامع الشواہد
تاریخ وعقائد جماعت اہل حدیث	اسلامیان ہند کے قومی ملی مسائل
دنیا اسلام کی تلاش میں	جہاد آزادی روہیل کھنڈ
عدل وانصاف کا قرآنی مفہوم	گستاخ رسول کی سزا
سوانح برہان ملت	حیات اعلیٰ حضرت (ہندی)
حیات تاج الفحول	تحریک شدھی اور علماء اہل سنت

ملنے کا پتہ

اسلامک ریسرچ سینٹر محلہ سوداگران، رضا نگر، بریلی شریف (یوپی)

Scanned by CamScanner

تعارف اسلامک ریسرچ سینٹر بریلی شریف

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر اکابرین اہلسنت کے افکار ونظریات اور تعلیمات کی نشر واشاعت کے جامع منصوبہ پرعمل پیرا ہوکر اسلامک ریسرچ سینٹر درجنوں کتابیں شائع کرچکا ہے۔ ہمارا تصنیفی واشاعتی مقصد کے ساتھ ہی ساتھ مدارس کے اساتذہ وطلبہ کو مصنف، مضمون نگار، ترجمہ نگار اور قلم کا شاہ کار بنانے کی بھی کوشش ہے۔ بین الاقوامی تقاضوں کے تحت مختلف زبانوں میں اپنی آواز ہر ایک ایک فرد تک پہنچانے کی مخلصانہ جدوجہد کی جارہی ہے۔ جدید طرز نگارش اور مثبت فکری علمی وتحقیقی انداز سے سیرت وتاریخ دعوت وتبلیغ اور رضویات [illegible] یات کے موضوعات پر کتابیں تصنیف کی جارہی ہیں۔ اور خوبصورت انداز میں شائع کرکے عالم اسلام کے سامنے منظر عام پر لایا جارہا ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ بریلی شریف میں تصنیف وتالیف، ترجمہ وتخریج اور تنظیم وتحریک کا ایک مضبوط ومؤثر ادارہ ثابت ہو۔ ہم نے اس سمت بہتر پیش رفت کی ہے۔ ہماری کتابوں کا ضرور مطالعہ کریں، اور اپنے تاثرات سے نوازیں۔

Distributed by

ALL INDIA TANZEEM ULMAYE ISLAM

H.Block,House number 123 New Seelampur New Delhi 110053

Scanned by CamScanner